غلام احمد قادیانی

ان الفضل بید الله یؤتیه من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

فی پرچہ ایک

قیمت سالانہ پیشگی ششماہی

جماعت احمدیہ کا مسلمہ ارگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۲۷ | مورخہ جمعہ یکم اکتوبر ۱۹۲۶ء | یوم جمعہ | مطابق ۲۳ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ | جلد ۱۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

مولوی قمر الدین صاحب فاضل و مولوی عبد الاحد صاحب مولوی ۸ ستمبر تحصیل بٹالہ کی جماعتوں کے دورہ کے لئے دعوت و تبلیغ کی طرف سے روانہ کئے گئے ہیں ۔

شیخ محمد یوسف صاحب ایک ضروری کام کے لئے ۲۹ ستمبر کو لاہور تشریف لے گئے ہیں ۔

بابا خلیل اس چتروید ی ۲۸ ستمبر کو بمعہ چند خلافت والنٹیرس کے قادیان آئے ۔ مہاشہ فضل حسین اور یحییٰ خان صاحب نے ان کو جلد دفاتر ۔ لائبریریاں اور دیگر مقامات دکھلائے ۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ڈلہوزی میں

۲۵ ستمبر ۱۹۲۶ء ۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے ۔

حضرت اُم المومنین کی طبیعت ناساز ہے ۔ احباب اُن کی صحت کے لئے دُعا فرمائیں ۔

حضرت صاحب کی صاحبزادی امۃ العزیز کو کل سے تیز بخار ہے ۔ صاحبزادہ خلیل احمد خدا کے فضل اور رحم سے صحت میں ترقی کر رہا ہے ۔ اب چلنے پھرنے کی طاقت بھی آگئی ہے ۔

۲۶ ستمبر ۱۹۲۶ء ۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں ۔ اور سلسلہ کے کاموں میں مشغول ہیں ۔

خاکسار حشمت اللہ ۔

مولوی محمد علی صاحب کا اعلان

برادران کرم - السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

میں ایک مدت سے اس کوشش میں ہوں - کہ جماعت احمدیہ کے دونوں فریقوں میں جو اس وقت اپنی اپنی جگہ پر علیحدہ علیحدہ کام کر رہے ہیں - باہم تنفر کے بجائے تعلقات اخوت اسلامی پیدا ہوں - اسی لئے اس سے پہلے بھی ایک دفعہ یہ اعلان کیا تھا کہ فریق قادیان کے متعلق کوئی دل آزار یا سخت کلمات ہماری تحریروں میں نہیں ہونے چاہئیں - مگر با ایں ہمہ اخبار "پیغام صلح" کے صفحات اس نقص سے پاک نہیں ہوتے - اور اس کی وجہ عموماً مضمون نگاروں یا ایڈیٹر اخبار کی طرف سے یہ دی جاتی ہے - کہ چونکہ فریق ثانی کی طرف سے ایسے لفظ استعمال ہوتے ہیں - اس لئے بمجبوری جواباً ان کو بھی یہ سختی کا طریق اختیار کرنا پڑتا ہے - اور اس میں شک نہیں کہ جب دو فریق میں سے ایک کی طرف سے زیادتی ہو تو دوسرا دفاع پر مجبور ہوتا ہے - لیکن تحریرات کے معاملہ میں میں سمجھتا ہوں - کہ باوجود ایک فریق کی زیادتی کے دوسرا فریق نرمی کا طریق اختیار کر سکتا ہے اور سختی کا جواب ہر وقت سختی سے دینا ضروری نہیں ہوتا - بلکہ ایک اصلاح کے لئے بسا اوقات صبر اور برداشت سے کام لینا پڑتا ہے یہی تعلیم قرآن شریف کی سطر سطر میں نظر آتی ہے - کہ جو لوگ ایذا دیتے ہیں - ان کے مقابلہ میں صبر و اختیار کرنا چاہئیے پس جب مخالفین اسلام کے مقابل پر ہمیں یہ حکم ہے کہ نرمی اور صبر اختیار کریں - تو اگر دو مسلمان فریق میں باہم بعض مسائل میں اختلاف ہو تو یہ کیوں نہیں ہو سکتا - کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے مقابل میں نرمی اختیار کریں - اور اگر کوئی سختی دوسری طرف سے ہو بھی تو اس کو صبر سے برداشت کریں - اور اپنے نیک نمونے سے اپنے بھائیوں کے دلوں کو مسخر کریں - اس میں شبہ نہیں کہ ابتدائے اختلاف کا زمانہ ایک جوش کا زمانہ تھا جس میں زیادتی کے مقابل پر زیادتی کا بھی عذر ہو سکتا تھا - لیکن اب وہ زمانہ باقی نہیں رہا اور اگر اب اختلاف باقی بھی ہے - اور یہ اللہ تعالےٰ کو علم ہے کہ کب تک باقی رہیگا - تو مسائل پر بحث اسی طرح ہو سکتی ہے - کہ جس طرح ہم دوسرے غلط عقائد پر بحث کرتے ہیں - کسی عقیدہ کسی غلطی کے اظہار کے لئے نہ کسی خاص شخص کو برا کہنے کی ضرورت ہوتی ہے - نہ اس پر کوئی ذاتی حملہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے - اس لئے اس اعلان کے ذریعہ سے میں اپنے تمام احباب کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ کے لئے ہماری تحریرات کی روش خواہ وہ اخبار میں ہوں یا رسالوں میں اس کے مطابق ہونی چاہئیں - اور اس امر پر کسی دوسرے پر کوئی حملہ نہ ہو - یا اس کی دل آزاری نہ ہو [illegible] اپنے [illegible] کو [illegible] حقیقت دنیا کا خلق ہو -

اپنے اندر لینے کی کوشش کرنی چاہئیے - مسائل اور عقائد پر بحث ضرور رہے گی - لیکن اس میں کسی شخص کی ذات پر بھی کوئی حملہ نہ ہو نہ کسی کے متعلق کسی قسم کے دل آزار کلمات ہوں - مجھے امید ہے کہ یہ طرز تحریر جس میں نرمی کا پہلو غالب ہو - بالآخر زیادہ مفید نتائج پیدا کرنے والی ہوگی ؛

نوٹ : - میں اس جگہ یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اسی مضمون کی ہدایت میں اخبار پیغام صلح کے ایڈیٹر کے نام کوئی پندرہ روز ہوئے بھیج چکا ہوں - اور انہیں ہدایت کر چکا ہوں - کہ اگر کوئی ذاتی حملہ دوسرے فریق کے متعلق اخبار میں نکلے گا - تو وہ اس کے جوابدہ ہوں گے - والسلام

خاکسار محمد علی - پیٹر برو - ڈلہوزی ۱۷ ستمبر ۱۹۲۶ء

اخبار احمدیہ

ایک امریکن نو مسلمہ خاتون مصروف تبلیغ

ایک امریکن نو مسلمہ خاتون

بنام سلامہ جو شہر جرنی ایشالین رہتی ہے - اور جس کا عیسائی نام مسز ہیورسٹائن تھا - اپنے ایک تازہ خط میں جو مفتی محمد صادق صاحب کے نام آیا ہے - لکھتی ہے تین اور عورتیں میری تبلیغ سے مسلمان ہوئی ہیں - اور ان کی درخواست بیعت بخدمت حضرت خلیفۃ المسیح بھجوا دی گئی ہے - اور انہوں نے اپنا چندہ بھی ارسال کیا ہے - دین اسلام میرے دل میں گھر کر گیا ہے - اور جہاں تک ممکن ہے میں اپنے ملنے والوں کو اسلام کی ترغیب دیتی رہتی ہوں - اسلام ایک سچا اور حقیقی مذہب ہے - اور مجھے یقین ہے - کہ بہت سے لوگ اس میں جلد داخل ہونگے - یہاں عیسائی گرجوں میں سوائے روپے جمع کرنے اور غیبت اور جھوٹ اور دھوکہ کے کچھ نہیں - برخلاف اسکے ہم اہل اسلام اللہ تعالےٰ پر بھروسہ رکھتی ہیں اور اسی ایمان میں اپنی زندگی گذارتے ہیں - بعض لوگ ہمیں دھمکی دیتے ہیں کہ تمہارے مرنے پر کوئی پادری تمہارا جنازہ نہ پڑھیگا - اور نہ کوئی تمہاری تجہیز و تکفین کریگا - مگر مجھے اسکی پرواہ نہیں - ہمارا جینا عاقبت کی زندگی کی امید پر ہے - اس جہان کی ہمیں پرواہ نہیں "

احباب شموگہ کا شکریہ

شموگہ کے مکرمی ایس خضر محمود صاحب سیٹھ علاوہ عام چندہ ماہواری کے مبلغ ۲۵ روپے اشاعت اسلام فنڈ کیلئے ارسال کرتے ہوئے عطا کنندگان کے نام بھی تحریر فرماتے ہیں جنکا شکریہ کیساتھ اعلان کیا جاتا ہے - احباب شموگہ نے گزشتہ سال جلسہ سالانہ کیلئے بھی چالیس روپے کی رقم ارسال کی تھی معطی صاحبان کے نام یہ ہیں

۱ - حاجی غنی موٹی صاحب سیٹھ شموگہ ۱۰ (۲) ایس خضر محمود صاحب سیٹھ شموگہ ۵ (۳) نور محمد یوسف صاحب شموگہ ۱۶ (۴) ایم کریم خانصاحب شموگہ ۱۲۵ میزان ۔۔۔

ریویو انگریزی کے متعلق اعلان

مرزا محمد اشرف قائمقام ناظر بیت المال

ریویو آف ریلیجنز انگریزی بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۶ء ولایت سے آج ۲۷ ستمبر کو قادیان پہنچ گیا ہے - اور ہندوستان کے تمام خریداروں کو براہ راست ولایت سے بھیجا گیا ہے - اگر کسی خریدار کو نہ پہنچا ہو - تو ہمیں اطلاع دیں - اور اپنا نمبر خریداری بھی تحریر فرماویں اگر کسی خریدار کو غلطی سے دو پرچے پہنچے ہوں تو وہ بھی مہربانی کر کے مطلع کریں - اور اپنا نمبر خریداری بھی تحریر کریں - جن خریداروں کا پتہ تبدیل ہو چکا ہو وہ مہربانی کر کے فوراً تبدیلی پتہ سے ہمیں اطلاع کیا کریں ؛ مفتی محمد صادق عفا عنہ منیجر انگریزی ریویو آف ریلیجنز قادیان

دعا

منشی محمد الدین صاحب محرر مقبرہ بہشتی دورے پر ہیں - احباب وصولی رقوم و انتظام جائداد و تحریک وصایا میں ان کی امداد فرمائیں - منشی صاحب اپنے بڑے لڑکے کو سخت بیمار چھوڑ کر چلے گئے تھے - جواب صحت یاب ہو کر اپنے کنبے کے وطن میں ہے

محمد سرور سکرٹری مقبرہ بہشتی

درخواست ہائے دعا

۱ - میری اہلیہ کئی روز سے بیمار ہے - مرزا نذیر علی قادیان

۲ - میری ہمشیرہ اور ایک عزیز " - عبد الکریم جہلمی

۳ - ڈاکٹر لعل دین صاحب ہوشیارپور بیمار ہیں - سید بیر احمد ہوشیارپور

۴ - میری لڑکی بیمار ہے - غلام احمد خاں اکاڑہ

ان کے لئے دعاء صحت فرمائی جائے

۱ - جماعت احمدیہ کانگڑہ پر مجبر ٹاؤ فوجداری مقدمہ دائر ہے - عبد السلام کانگڑہ

۱ - میرا مقدمہ اپیل ہائی کورٹ میں ہے تاریخ پیشی ۴ اکتوبر ہے - فیروز خاں راہوں

۳ - ترقی کی امید ہے - لیکن امتحان کے بعد - سردار احمد نوشہرہ چھاؤنی

۴ کشمیر میں تبدیل ہونے کی کوشش کر رہا ہوں - عبد الرحمن خاں فارسٹ ریسٹ امیر

۵ - اللہ تعالےٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے - محمد رفیق احمدی کلکتہ

ان سب کے لئے کامیابی مقاصد کی دعا فرمائیں -

دعائے مغفرت

۱ - منشی امام الدین صاحب کریم پور فوت ہو گئے ہیں - محمد نعمان کریم پور

۲ - ۲۱ ستمبر ۱۹۲۶ء کو میرا لڑکا محمد رحیق خاں فوت ہو گیا ہے - راجہ اللہ داد خاں تخت بھائی

۳ - ۲۳ ستمبر ۱۹۲۶ء کو خان بہادر ڈپٹی آصف زماں کی ہمشیرہ بچہ پیدا ہونے کے دو گھنٹہ کے بعد فوت ہو گئیں - بچہ بھی فوت ہو گیا - ملک بشیر علی ٹھیکیدار سیتاپور

ان سب کیلئے دعاء مغفرت فرمائی جائے -

ضرورت معلمین

دو ایسے انٹرپاس آدمیوں کی ضرورت ہے جو دو معزز احمدیوں کے لڑکوں کو مڈل تک تعلیم دے سکیں تنخواہ عدہ روپیہ ماہوار اور رہائش کا مکان خواہشمند اپنی اپنی درخواست بعد تصدیق چال چلن سکرٹری امور عامہ یا امیر جماعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
یوم جمعہ۔ قادیان دار الامان یکم اکتوبر ۱۹۲۶ء

خواجہ حسن نظامی صاحب
بنام
مولوی ظفر علیخان صاحب

مولوی ظفر علی خان صاحب نے اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے کہ خواجہ حسن نظامی صاحب نے ان پر سلطان ابن سعود سے روپیہ لینے کا جو الزام لگایا ہے۔ وہ اس میں بالکل بے گناہ ہیں۔ خواجہ صاحب کو دعوت مباہلہ دی تھی۔ جسے عزیز حسن صاحب ایڈیٹر پیشوا نے یہ کہتے ہوئے کہ دراصل خواجہ صاحب کو اس کے متعلق اطلاع بہم پہنچانیوالا میں ہوں اس لئے اس مباہلہ کا مخاطب میرے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ از خود اس کی منظوری کا اعلان کر دیا۔ گو مولوی ظفر علیخان صاحب کے رفقاء میں سے ایک اور شخص نے اس کا جواب ترکی بترکی دیا۔ لیکن ان دونوں حضرات کے از خود دخل دینے سے لوگ مطمئن نہ تھے۔ اور وہ اس بات کے منتظر تھے کہ خواجہ صاحب خود اس دعوت کو قبولیت کا درجہ دیں۔ پس ایسے حضرات کے لئے یہ بات ایک گونہ اطمینان کا باعث ہو جائیگی۔ کہ خواجہ صاحب نے انہیں انتظار کی شدید گھڑیاں کھینچنے نہیں دیں۔ اور خود اس دعوت کی قبولیت کا اعلان ان الفاظ میں کر دیا:۔

"ظفر علی خان صاحب مجھ سے مباہلہ کرنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے سلطان ابن سعود سے روپیہ نہیں لیا۔ مگر میں مباہلہ کرنے کو تیار ہوں۔ کہ انہوں نے ابن سعود سے ہی نہیں۔ بلکہ ہندوستان کے بے شمار وہابیوں کو بے وقوف بنا کر ہزارہا روپیہ وصول کیا۔ اور مسلمانوں میں فرقہ بندی کی آگ بھڑکائی۔"

(منادی ۱۶ ستمبر ۱۹۲۶ء پہلا صفحہ)

اور اسی پر اکتفا نہ کیا۔ بلکہ جہاں ابن سعود سے روپیہ وصول کرنے کا الزام ان پر جڑ دیا وہاں ہی اس بات کے ثبوت کے لئے کہ آپ نے وہابیوں سے بھی ہزارہا روپے وصول کئے اسی اخبار کے اسی صفحہ پر لکھا:۔

"اور جیسا کہ صرف دہلی کے چند اہل حدیث نے ظفر علی خان کو دس ہزار روپیہ دیا ہے۔"

گو خواجہ صاحب کی طرف سے چند ایک اور بھی الزامات مولوی ظفر علی خان صاحب پر لگائے گئے ہیں۔ اور ہم ان کی صحت یا عدم صحت پر کسی آیندہ اشاعت میں بشرط مساعدت حالات تبصرہ کرینگے۔ لیکن سردست ہم مالی پہلو کے لحاظ سے جو الزامات مولوی صاحب پر لگائے گئے ہیں۔ ان کی صداقت یا بطالت کا اندازہ لگانا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہم ان سب سے قطع نظر کرتے ہوئے اس روئداد پر ہی غور کرتے ہیں۔

مالی الزامات کے ضمن میں اس الزام کا جاننا بھی خالی از لطف نہ ہوگا۔ کہ خواجہ صاحب نے اپنے غلط یا صحیح مشن کی اشاعت کے صلے میں مبلغ ۵۰ روپیہ کی رقم کا الزام بھی مولوی صاحب پر لگایا ہے۔ اور جس کے متعلق منادی کی اسی اشاعت میں لکھا ہے:۔

"۸ جولائی ۱۹۲۶ء کو منی آرڈر ۱۸۷۳ کے ذریعہ پچاس روپے ظفر علی خان صاحب کو بھیجے۔ اور انہوں نے ان کو وصول کیا۔"

اور اس کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ ظفر علی خان صاحب نے اپنے اخبار میں لکھ دیا۔ کہ میں نے بلا معاوضہ خواجہ صاحب کے تبلیغی اشتہارات چھاپے۔ اور ان سے ایک پیسہ تک نہیں لیا۔ خواجہ صاحب اپنے روپے بھیجنے اور ظفر علیخان صاحب کے اس طرح اپنے اخبار میں لکھ دینے کے متعلق منادی کی اسی اشاعت میں لکھتے ہیں:۔

"معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح ابن سعود کی خفیہ رقم اور ہندوستان کے اہل حدیث کی بڑی بڑی رقمیں ظفر علی خان صاحب صوفیوں کو گالیاں دینے اور مزارات اور قبہ جات کو توڑنے کی حمایت کے لئے وصول کر کے مکر جاتے ہیں اور پھر مباہلہ پر آمادہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح وہ تبلیغ کے پچاس روپیہ بھی لیکر مکر گئے۔ اور دلیری دیکھو کہ اس جھوٹ کو اخبار میں بھی شائع کر دیا۔"

ہم اس بات سے ارادتاً اغماض کرتے ہوئے کہ خواجہ صاحب کے نزدیک اگر روپیہ لیکر کسی کے خیال کی اشاعت کرنا عیب اور گناہ ہے۔ تو خود خواجہ صاحب نے بھی مولوی صاحب کو اپنے مشن کی اشاعت کے لئے ۵۰ روپیہ کی رقم دیکر انہیں گنہگار بنایا۔ اور اگر سلطان ابن سعود یا اہل حدیث روپے دینے کے سبب متہم ہو سکتے ہیں۔ تو خواجہ صاحب بھی اس خطا سے اپنے دامن کو پاک نہیں ثابت کر سکتے صرف اس بات کو حیطۂ تحریر میں لاتے ہیں۔ کہ مولوی ظفر علی خان صاحب کی طرف سے اس قسم کا مباہلہ کا چیلنج نہ صرف خواجہ حسن نظامی صاحب کو ہی دیا گیا تھا۔ بلکہ مولوی محمد علی صاحب کو بھی دیا گیا تھا۔ جنھوں نے ایک تقریر میں زمیندار پر یہ الزام لگایا تھا کہ وہ سلطان ابن سعود سے روپیہ لے کر ان کی حمایت کر رہا ہے۔ اور اس لحاظ سے اس کا نام "پیسہ اخبار" ہونا چاہیئے۔ اور اس چیلنج کے دیتے ہوئے کہ مولوی محمد علی صاحب اس بات کو ثابت کریں کہ مولوی ظفر علی خان صاحب نے سلطان ابن سعود یا ان کے کسی حامی سے روپیہ لیا ہے زمیندار نے یہاں تک لکھ دیا تھا:۔

"اگر اس نے ابن سعود یا اسکے کسی طرفدار سے روپیہ لیا ہو تو جو ہاتھ اس عبارت کو لکھ رہا ہے۔ وہ شل ہو جائے اور لکھنے والے کی آنکھیں پھوٹ جائیں" (حقیقت ۱۹ ستمبر)

خواجہ صاحب کو جو چیلنج دیا گیا ہے۔ اس میں گو معنوناً دعائے مباہلہ مستنبط ہو سکتی ہے۔ لیکن صراحتاً و لفظاً اس میں کوئی ایسی بات نہیں۔ صرف للکار ہے۔ کہ آؤ مباہلہ کر لو۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب کو مباہلے کے لئے بلاتے ہوئے تو مولوی ظفر علی خان صاحب نے منتج و موشح طور پر ہاتھ شل ہونے اور آنکھ پھوٹنے کی دعا کر دی ہے۔ جس سے پبلک اگرچہ دلچسپی لے سکتی ہے۔ تو صرف نتیجہ سے یا پھر اگر وہ سچ مچ ہی کسی میدان مباہلہ میں اتر آئیں تو اس سے۔ مگر ساتھ ہی ہم اس بات کے اظہار سے بھی نہیں رک سکتے۔ کہ مولوی صاحب کے دلیری کے ساتھ ہر ایک کو مباہلہ کے لئے بلانے میں کسی قدر اگر حق بجانب ہونے کا بھی گمان کیا جا سکتا ہے اور پھر اس رقت سے بھی جو ان کے اس بیان سے ٹپک رہی ہے جو انہوں نے "چند دردمندانہ گذارشات" کے عنوان سے زمیندار ۲۳ ستمبر میں چھپوایا ہے بشرطیکہ وہ بعض الفاظی جوڑ میل کے نتیجہ میں نہ ہو ایک قسم کی صداقت کی بھی بو آتی ہے۔

رہے خواجہ صاحب کے تین الزامات یعنی سلطان ابن سعود سے روپیہ لینا۔ دہلی کے وہابیوں سے دس ہزار روپیہ لینا اور خواجہ صاحب سے پچاس روپے لینا۔ ان تمام دوسرے الزامات کے متعلق مولوی صاحب نے زمیندار مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۲۶ء کے صفحہ ۳ پر "چند دردمندانہ گذارشات" کے عنوان کے ماتحت اپنی بریت کی کوشش کرتے ہوئے تمام واقعات پر روشنی ڈالتے ہیں جسے معرض تحریر میں لانے سے پیشتر ہم اس بات کے اظہار کیلئے اپنے آپکو مجبور پاتے ہیں۔ کہ خواجہ صاحب کی طرف سے یہ تمام الزامات منادی ۱۶ ستمبر میں لگائے گئے ہیں اور اسی پرچہ میں مباہلہ کی منظوری کا بھی اعلان کیا گیا ہے۔ اور مولوی ظفر علی خان صاحب نے بھی خواجہ صاحب کی جس تحریر کو مد نظر رکھکر "چند دردمندانہ گذارشات" کا مضمون لکھا ہے۔ اسکی حامل بھی منادی کی یہی اشاعت ہے۔ جیسا کہ مولوی صاحب خود بھی تسلیم کرتے ہیں:۔

"افسوس ہے کہ آپ نے میرے محولہ بالا نیاز نامہ کا بھی انتظار نہ فرمایا جو آپ کے گرامی نامہ مورخہ ۱۲ ستمبر کے جواب میں بواپسی قلمبند کیا گیا اور منادی مورخہ ۱۶ ستمبر کے پورے دو صفحے مجھ جیسے ننگ خلائق کے ذکر میں ... وقف کر دئے"

(زمیندار ۲۳ ستمبر ۲۶ء)

تو اب جبکہ مولوی صاحب کے سامنے وہی اخبار ہے اور وہی مضمون کہ جسمیں خواجہ صاحب کیطرف سے ان کی دعوت مباہلہ کو قبول کرنے کا اعلان بھی کیا گیا ہے۔ اور ان پر الزامات بھی عائد کئے گئے ہیں۔ تو سمجھ نہیں آتی کہ کیونکر مولوی صاحب نے ان الزامات سے بریت کی طرف تو عنان توجہ پھیری اور اس کے متعلق ایک تحریر طویل حوالہ قلم کردی۔ لیکن اس اصل معاملے کیطرف اصلا توجہ منعطف نہ کی۔ جو اس سارے خرخشہ کی روح رواں تھا۔ یعنی مباہلہ یا پھر دعوت مباہلہ اور قبولیت دعوت مباہلہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر مولوی صاحب اس قبولیت دعوت کے متعلق بھی کچھ حوالہ قلم کردیتے۔ تا لوگوں کو زیادہ انتظار نہ کھینچنی پڑتی مگر خیر اب ہم ان ہرسہ الزامات کے جوابات جو مولوی ظفر علی خاں صاحب نے دئے پیش کرتے ہیں۔ مولوی صاحب مضمون متذکرہ بالا میں لکھتے ہیں:۔

"میں اپنی مراجعت حجاز کے وقت سے رہ رہ کے سن رہا ہوں۔ کہ میں نے مسئلہ حجاز کے متعلق سلطان ابن سعود کی جا و بے جا حمایت کرنے کے لئے سلطان ممدوح سے ایک رقم خطیر جو کم و بیش ایک لاکھ روپیہ بتائی جاتی ہے حاصل کی .... میں اس کے متعلق سوا اس کے اور کیا عرض کرسکتا ہوں کہ یہ الزام بالکل غلط ہے۔ اور اسکی کوئی اصل نہیں نہ میں نے مسجدوں اور قبوں کے انہدام یا سلطان ابن سعود کی ملوکیت کی جا و بے جا تائید کے لئے سلطان سے ایک جھنجی کوڑی لی اور نہ دہلی کے حضرات اہل حدیث سے وہ دس ہزار روپئے لئے جس کا اس شد و مد کیساتھ ادعا کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم ما اقول شہید" زمیندار ۲۳ ستمبر ص۳

دہلی کے اہلحدیث کے روپوں کے متعلق مولوی صاحب ۲۴ ستمبر کے زمیندار میں ڈاکٹر شفیع احمد صاحب ایڈیٹر رسالہ دستکاری دہلی کی ایک شہادت بھی درج کرتے ہیں۔ جنہوں نے یہ خبر کسی دوسرے جریدہ میں بھیجی تھی۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ کہ ڈاکٹر صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ خبر میں نے ایک شخص سے سنکر اس اخبار کے ایڈیٹر کو لکھ بھیجی تھی۔ لیکن جب وہ خبر چھپی تو وہ شخص بھاگا ہوا میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ تم نے یہ غضب کیا وہ خبر تو بالکل غلط تھی۔ میں بہت پشیمان ہوا۔ اور اب میں نہایت افسوس کیساتھ معذرت کرتا ہوں کہ میں نے غلطی اور جلدی سے کام لیا" زمیندار ۲۴ ستمبر ص۳

رہا خواجہ صاحب کے پچاس روپوں کا جھگڑا ان کے متعلق مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

"جب آپ نے زمیندار میں منادی کے اشتہارات کی اشاعت کا ماہانہ معاوضہ پچیس اور پھر پچاس روپے تجویز کیا تو میں نے آپ کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ کہ ہم اور آپ ایک ہی کشتی کے سوار ہیں .... مگر آپنے پچاس روپے کا منی آرڈر بھیجدیا۔ جو دفتر والوں نے بغیر میرے علم کے وصول کرلیا۔ یہ رقم میں نے بذریعہ چک آپ کی خدمت والا میں بھیج دی تھی۔ اور اپنے نیاز نامہ مورخہ ۱۴ ستمبر میں اپنی اس فرو گذاشت کا اعتراف کیا تھا۔ کہ تحقیق کے بغیر میں نے زمیندار میں لکھدیا کہ آپکے اشتہارات بلا معاوضہ شائع ہوتے رہے ہیں۔ مگر آپ از راہ لطف اسے پھر لوٹا کر اصرار فرماتے ہیں۔ کہ آپ کی طرف سے قبول کرلی جائے آپ کا عطیہ سر آنکھوں پر لیکن اس کا بہترین مصرف میں نے یہ تجویز کیا ہے الخ" زمیندار ۲۳ ستمبر ۱۹۲۶ء ص۳

یہ ہیں ان ہرسہ الزامات کے جوابات جو مولوی ظفر علی خانصاحب نے دئے۔ لیکن کیا یہ الزام دھندوں کی تسلی کیلئے کافی ہیں۔ اس کا جواب وہ جرح و تنقید دیگی جس کے سامنے نہ تو یہ بات ٹھہر سکتی ہے جو انہوں نے سلطان ابن سعود اور دہلی کے اہلحدیث حضرات سے روپیہ لینے کے الزام کے جواب میں کہی ہے۔ کیونکہ صرف اتنا کہدینا کہ "یہ الزام غلط ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں" اور کوئی ثبوت بہم نہ پہنچانا بالکل ناکافی ہے۔ اور نہ ہی یہ بات قائم رہ سکتی ہے جو خواجہ صاحب کے پچاس روپوں کے بارے میں بتائی گئی ہے کیونکہ اس کے متعلق تو انکو اعتراف ہے کہ

"تحقیق کے بغیر میں نے زمیندار میں لکھدیا کہ آپ کے اشتہار بلا معاوضہ شائع ہوتے رہے ہیں"

جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ روپے وصول کئے گئے۔ گو انہوں نے اُس وقت یا اس وقت ان کا مصرف کوئی اور تجویز کرلیا۔ ادھر دوسری رقوم کے متعلق وہی شدید احتساب جسکا اختیار مولوی صاحب نے مسیح الملک حکیم اجمل خانصاحب مولوی کفایت اللہ صاحب اور علامہ سر اقبال کو دینا چاہا ہے۔ نہ بنک کے حساب، نہ دفتر زمیندار کی جمع خرچ اور نہ دیگر مدات کی تفصیل اور نہ پچیس ہزار کے قرضہ کو ثبوت بریت کے طور پر ٹھیرنے دیگا۔ کیونکہ نہ ہی یہ ایسی باتیں ہیں جو سلطان ابن سعود وغیرہ سے روپیہ لینے میں روک ہوسکتی ہیں۔ اور نہ ہی ڈاکٹر شفیع احمد صاحب کی معذرت اس خصوص میں قابل پذیرائی ہے اس لئے کہ وہ ایک ہی شخص کے دو متضاد اور متباین بیانات پر مبنی ہے۔

پس مولوی صاحب کو چاہیئے کہ اگر وہ فی الواقع ان الزامات سے پاک ہیں تو سب باتوں کو چھوڑ کر سلطان ابن سعود کی موکد بہ حلف شہادت بہم پہنچائیں۔ اور یا پھر بموجب اپنی دعوت مباہلہ کے جسے اب فریق ثانی نے بھی قبول کرکے اعلان کردیا ہے۔ میدان مباہلہ قائم کرکے اسمیں اتر آئیں ناحق اور باطل

یورپ اسلامی مکتب کی چوکھٹ پر

اسلامی شریعت کا یہ خاصہ ہے کہ اس نے ان امور پر خصوصیت کیساتھ روشنی ڈالی ہے۔ اور خصوصیت کیساتھ ان کو اپنے دائرہ وسعت میں لیا ہے جو طبعی اور فطرتی طور پر انسان کیلئے ضروری ہیں اور جن سے اس کے ان قویٰ کی ہر پہلو سے تربیت ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کیطرف سے اس کی حیات کیلئے مستعار بطور ایک جزو لاینفک کے دئے گئے ہیں۔ انہیں امور میں سے ایک کثرت ازدواج کا مسئلہ ہے۔ جس کا بدقسمتی سے یورپ بالخصوص مخالف رہا ہے۔ مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ کیا یورپ اور کیا یورپ کے حوالی جو کبھی اس ضروری مسئلے کے مخالف تھا اپنی گوناگوں ضرورتوں سے مجبور ہو کر اسلامی مکتب کی اسی تعلیم کے آگے سر تسلیم خم کر رہا ہے جو اس مکتب علیہ کے مقدس نصاب آسمانی میں جسے عرف عام میں قرآن مجید کہتے ہیں۔ بدیں الفاظ موجود ہے۔ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ (نساء ۳) کہ تم اپنی ضرورتوں کے لحاظ سے اپنی وسعت کے مطابق دو دو تین تین چار چار بیبیاں کرلو۔

یہ تعلیم جن فوائد و منافع کی حامل ہے اور جن ضرورتوں کے پورا اور جن نقائص اور نقصانات کا دفعیہ اور سدباب کرنے والی ہے۔ وہ وہی ہیں جن کے ایک حصہ کثیر سے مجبور ہو کر یورپ جیسا اس تعلیم کا مخالف ملک بھی اس پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت محسوس کر رہا ہے۔ اور جہاں اور ضرورتیں اس کے افراد کو ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کیلئے مجبور کر رہی ہیں۔ وہاں ہی عورتوں کی متناسب تعداد میں معتدبہ اضافہ بھی کشاں کشاں ادھر لا رہا ہے۔ کہ اس متناسب تعداد کو مساوی کرنے کا واحد علاج کثرت ازدواج ہی اور بس۔ چنانچہ حال ہی میں جرمنی کے ایک ڈاکٹر میشل نامی نے پوری توانائی کیساتھ یہ آواز اٹھائی ہے کہ

"اگر فلاحین وغیرہ کو اجازت نہ دی گئی کہ وہ ایک سے زیادہ شادیاں کریں۔ تو جرمنی میں ۴۰ فیصدی عورتیں بن بیاہی رہ جائینگی۔" (ہمدرد ۲ ستمبر)

پھر اس نے حساب لگا کر بتایا ہے کہ اس وقت عورتوں کی تعداد مردوں سے ۱۵ ملین زیادہ ہے۔ چنانچہ ۱۹۲۰ء میں جو اضافہ ہوا اس کی تفصیل دیتے ہوئے اس نے حسب ذیل اعداد و شمار عورتوں کی تعداد کے مردوں کی تعداد سے زیادہ ہونے کے پیش کئے ہیں۔ روس و جرمن کم از کم ...... ۲۵ انگلستان ...... ۲۰ اور اٹلی ۲½ ملین

اور اس زیادتی کو مساوی کرنے کا علاج زیادہ بیویاں کرنا ہی تجویز کیا ہے۔ کیا یہ قرآنی صداقت کی ایک بیّن دلیل نہیں۔ جو سرزمین یورپ میں قائم کیجارہی ہے۔

مشاہدات عرفانی

یا

لنڈنی چٹھی

(نمبر ۵)

پگٹ کا نیا ظہور

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عصر سعادت کی یاد نے آج (۲۰ اگست ۱۹۲۶ء) کو قلب عرفانی پر ایک عجیب کیفیت پیدا کی وہ سماں اور وہ کیفیت آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔ جب آفتاب رسالت مسجد مبارک کے شاہ نشین پر جلوہ افروز تھا۔ اور لنڈن کے مدعی مسیحیت مسٹر پگٹ کے تذکرے ہو رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جھوٹے مدعی کو للکارا۔ تو یہ چیلنج شائع ہوا۔ پگٹ کو مقابلے کی ہمت نہ ہوئی اور نہایت شرمناک اسرار کا اظہار ہوا۔ اور وہ زاویہ گمنامی میں گویا دفن ہوگیا۔ مگر اب پھر اس کا ظہور ہوا ہے۔ اور سالہا سال کی ناکامی و نامرادی کے بعد وہ لنڈن آیا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ میں نے ایک آواز سنی ہے۔ جس نے اس کو لنڈن آنے کا حکم دیا ہے۔ پگٹ نے اس وقت اپنی تحریک "Abode of love" "مکان محبت" کے نام سے شروع کی تھی۔ مگر یہ محبت سرائے کی خانہ بربادی ہوئی۔ اب وہ پھر لنڈن آگیا ہے۔ اور پھر سرگرمی سے کام کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کے گرجا کی مرمت کا کام شروع ہوگیا ہے۔ لیکن اس کے مریدوں نے اس کو مشورہ دیا ہے۔ کہ وہ اب پبلک میں نہ آئے۔ اور کسی قسم کی تحریک نہ کرے "abode of love" میں سخت مخالفت ہے۔ اور کثرت رائے اس کے خلاف ہے۔ تاہم سب سے زیادہ شوق سے ہم اس تحریک کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ میں کوشش کر رہا ہوں۔ کہ اس جھوٹے اور شکست یافتہ مدعی کو دیکھوں کہ میرے آقا کا ایک نشان ہے۔ امید ہے جلد میں انشاء اللہ اپنے دوستوں کو اس کے متعلق اپنی سرگرمیوں سے واقف کر سکوں گا۔

سائنس اور اسکا اثر اخلاق پر

سائنس کے جدید انکشافات اہل یورپ کو مذہب سے بیزار کر رہے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ جو مذہب ان کو سکھایا گیا ہے۔ وہ سائنس کے سامنے نہیں ٹھیر سکتا۔ یہ صرف اسلام کا ہی خاصہ ہے۔ کہ جس جس قدر سائنس اور علوم جدیدہ ترقی کریں گے۔ اسی قدر اسلام کے کمالات کا اظہار ہوگا۔

۲۲ اگست کو میں معمول کے موافق شام کو پارک گیا۔ اتفاق سے ایک شخص (جو دہریہ تھا اور صرف کمالات سائنس کا پوجاری تھا) میرے پاس آیا۔ اور اس نے گفتگو کا سلسلہ ایسے انداز سے شروع کیا۔ کہ میں نے بہت جلد سمجھ لیا۔ کہ یہ کس مذاق اور خیال کا آدمی ہے۔ میں نے اس کی بات کاٹنے یا اس پر جرح کرنے کی کوئی کوشش نہ کی۔ بلکہ گونہ بے پروائی سے سنتا رہا۔ آخر اس نے کہا۔ کہ میں یقین کرتا ہوں۔ کہ آپ میرے ساتھ اتفاق کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی چیز عبادت کے قابل ہو سکتی ہے۔ یا دنیا اگر بغیر خدا کے عقیدہ کے نہیں رہ سکتی۔ تو اس کو صرف سائنس کی پرستش کرنی چاہیئے۔ اور ایسے بے وقوفوں کو جو (نعوذ باللہ) خدا کے تخیل کے بغیر نہیں رہ سکتے بتا دینا چاہیئے۔ کہ سائنس ہی خدا ہے۔ اپنے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے اس نے کہا۔ کہ میرا خیال ہے۔ کہ ایک تحریک ایسی کی جاوے۔ کہ آئندہ کتابوں سے خدا کا نام نکال کر اس کی جگہ سائنس رکھ دیا جائے یا ڈکشنریوں میں سائنس اور خدا کو مترادف ظاہر کیا جاوے۔ وہ اپنی اس جدت خیالی پر نازاں تھا۔ میں نے اب خاموش رہنا گناہ سمجھا۔ اور اس سے سلسلہ کلام شروع کر دیا۔

عرفانی: - آپ نے سائنس کی بڑی قدر افزائی کی ہے۔ اگر آپ کی تجویز پر عمل ہو۔ تو پھر یہ سائنس دان کیا کہلائیں گے؟ کیا وہ بھی (نعوذ باللہ) آپ کے خیال کے موافق خدا ہونگے یا خدا کے پیدا کرنے والے۔

دہریہ: - اگر بے وقوفوں کو خدا کے بغیر تسلی نہ ہو تو بے شک یہ سائنس دان بھی خدا ہو سکتے ہیں۔

عرفانی: - تو آپ کے خیال میں قدیم یونانیوں۔ ایرانیوں اور ہندوؤں کے وہ عقائد درست نہیں جو وہ مظاہر قدرت کو خدا سمجھتے تھے۔

دہریہ: - نہیں میں تو خدا کے تخیل کو ہی درست نہیں سمجھتا وہ سب جہالت کے زمانہ کی یادگاریں ہیں۔

عرفانی: - مگر آپ تو اس روشنی کے زمانہ میں پھر وہی بات کہنا چاہتے ہیں۔

دہریہ: - لوگ بغیر خدا کے ماننے کے اگر نہ رہنا چاہیں۔ تو وہ اس خدا کو مان لیں جو سائنس کے کرشموں کی صورت میں نظر آتا ہے۔

عرفانی: - معلوم ہوتا ہے۔ آپ پر سائنس کی ایجادات کا اتنا بڑا اثر ہے۔ کہ آپ نفس انسان کے کمالات کو بھی بھول گئے ہیں۔ جو عجیب و غریب قوتوں اور طاقتوں کی صورت میں اس کو دیئے گئے ہیں۔

دہریہ: - مجھے پر ہی نہیں ہر عقلمند آدمی میرے ساتھ اتفاق کرے گا۔ کہ سائنس ہی قابل پرستش ہے۔

عرفانی: - اگر عقلمندی سے یہ مراد ہے۔ کہ ہر بے وقوف کی تائید کی جاوے۔ تو میں پہلا آدمی ہوں جو احمق کہلانا پسند کروں گا (اس پر سب ہنس پڑے) اور اگر عقلمندی سے درحقیقت وہ قوت غور و فکر اور قوت فیصلہ مراد ہے۔ جو انسان کو صحیح باتوں کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ تو کوئی عقلمند اتنا بے وقوف نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے نوکر کو آقا سمجھ لے۔ ہاں میں آپ کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ آپ کی ڈکشنری میں عقل کا نام حماقت لکھا ہے۔ (پھر لوگ ہنس پڑے) اور میں اس عقل کو ایک فارتھنگ کو خریدنا بھی گناہ سمجھتا ہوں۔

دہریہ: - مجھے افسوس ہے۔ کہ آپ تعریض کرتے ہیں۔ اس قسم کے اشارات اس گفتگو میں عام اخلاق کے خلاف ہیں۔

عرفانی: - میں آپ سے بڑے ادب سے معافی چاہتا ہوں۔ اگر میں نے کوئی کٹا ہوا جملہ کہدیا ہے۔ مجھے تو یاد نہیں۔ لیکن میں آپ کی ڈکشنری کا پورا ماہر نہیں۔ ابھی ابھی چند لفظ میں نے سیکھے ہیں۔ اگر میں عام اخلاق کا مفہوم آپ کی ڈکشنری کے موافق نہ سمجھ سکوں۔ تو آپ کو افسوس نہیں کرنا چاہیئے۔ آخر میری ناواقفیت بھی تو آپ کو مجھے معاف کرنے کی سفارش کر سکتی ہے (حاضرین میرے اس جواب پر خوب ہنسے اور دہریہ صاحب شرمندہ ہوتے تھے)

دہریہ: - یہ بھی اسی قسم کی جرح ہیں۔ میری ڈکشنری کوئی نہیں ہے۔ عام اخلاق سب لوگ سمجھتے ہیں۔

عرفانی: - میں جب آپ کی لغت کا حوالہ دیتا ہوں۔ تو میری مراد یہ ہوتی ہے۔ کہ آپ الفاظ کا عام مفہوم بدل دیتے ہیں۔ اس لئے میں اس کو آپ کی ایجاد سمجھتا ہوں۔ اور آپ سائنس کے پوجاری ہیں۔ میں نے ادب سے عرض کیا۔ کہ شاید آپ سائنس آف فلالوجی (علم اللسان) کو بھی بدل رہے ہیں۔ اور آپ کو کیا یاد نہیں کہ آپ نے ابھی کہا تھا۔ کہ ڈکشنری میں گاڈ اور سائنس کے ایک معنے کر دیئے جائیں۔ تو اگر میں نے آپ کی ڈکشنری کہدیا تو غلطی نہیں کی۔ اور آپ نے تمام خدا کے ماننے والوں کو احمق کہا۔ میں نے تو آپ کو احمق نہیں کہا۔ اگرچہ سلیمان کی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ بے وقوف نے کہا۔ کہ کوئی خدا نہیں دہریہ پھر کی آواز میں آئیں۔ آپ اس بحث میں نہ پڑیں۔ یہ صرف الفاظ کا جھگڑا ہوگا یا اصطلاح کی بحث ہوگی۔ بہت ممکن ہے۔ آپ کے ہاں احمق کو عقلمند کہا جاوے یا عقلمند کا نام احمق رکھدیا جاوے۔ بہتر ہے ہم صرف مفہوم لے کر آگے چلیں۔ اور مجھے پوچھنے کی اجازت

دہریہ: - میں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔ آپ پوچھئے کیا پوچھتے ہیں؟

نوٹ :- یہاں کی عام بول چال میں مجھے معاف فرمایئے۔ معذور سمجھیئے۔ اور شکر گذار ہوں۔ کہ الفاظ بہت آتے ہیں۔ اور لوگ چونکہ ہر ملک میں لطیفہ گوئی کو پسند کرتے ہیں۔ جہاں کوئی پھڑکتا ہوا جملہ یا فقرہ کسی کے منہ سے نکلتا ہے تو ہیر ہیر کے آوازے بلند کرتے ہیں۔ تو مجھے بھی گو نہ اس کا اتباع کرنا پڑتا ہے +

عرفانی :- میرے اور آپ کے نقطہ خیال میں فرق ہے۔ آپ سائنس کی ایجادات کو آقا سمجھتے ہیں۔ میں خادم۔ اس لئے میں خادم کو ماسٹر کا مقام نہیں دے سکتا۔ چہ جائیکہ خدا کا دیا جاسکے +

دہریہ :- سائنس کے احسانات کو آپ نہیں مانتے ؟

عرفانی :- یہ ایسی ہی بات ہے۔ کہ آپ اپنے اس نوکر کو اپنا آقا سمجھا کریں۔ جو صبح اٹھ کر آپ کے سونے کے کمرہ سے پیشاب کا برتن اٹھائے جاتا ہے +

دہریہ :- نہیں وہ ماسٹر نہیں کہلاتا۔ گو وہ ہمارے لئے آرام کا ذریعہ ہے +

عرفانی :- پھر آپ اپنے مقام سے نیچے اتر آئے۔ میرے ساتھ متفق ہو گئے۔ کہ یہ علوم ہمارے خادم ہیں۔ بجلی ہماری خدمت کر رہی ہے۔ ہوا ہمارے لئے ہے۔ پانی ہمارے لئے ہے۔ سورج ہمارا کام کرتا ہے۔ یہ سب خادم ہیں۔ ماسٹر نہیں احسان اس کا ہے۔ جس نے ان چیزوں کو ہمارے لئے پیدا کیا اور وہی خدا ہے +

دہریہ :- یہ خدا کا خیال آپ کو کیوں پیدا ہوتا ہے ؟

عرفانی :- اس لئے کہ وہ ہے اور ہر شخص کی فطرت چاہتی ہے۔ کہ خدا ہو۔ پس یہ فطرت کی آواز ہے۔ جو ہر جگہ بولتی ہے ؟

دہریہ :- یہ تو سے خیالات ہیں۔ جیسے اور خیالات آتے ہیں یہ بھی ہمیشہ سے سنتے سنتے آتا رہتا ہے۔ جن باتوں کو سنا نہیں ان کا خیال کیوں نہیں آتا ؟

عرفانی :- یہ ایجادات جو ہوتی ہیں۔ اور آپ تو مجھ سے زیادہ واقف ہیں۔ یہ خیالات کا ایک نتیجہ ہوتی ہیں۔ اگر آپ کا یہ کہنا درست ہے۔ تو ان موجدوں کو یہ خیال کہاں سے آجاتا ہے۔ پھر اس خیال کی بنا پر تجربہ کرنے سے ایک حقیقت کیوں پیدا ہو جاتی ہے ؟

دہریہ :- خیالات کی ایک رَو ہے۔ اور ضروریات اس کی محرک ہو جاتی ہیں +

عرفانی :- بہت اچھا ! اس سے کم از کم یہ نتیجہ تو نکلا۔ کہ یہ خیالات ایک صحیح اور واقعی تحریک کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ تو میں اگر خدا کے تخیل کو انسانی فطرت کی صحیح آواز کہوں۔ تو آپ کے اختلاف کی کوئی وجہ نہیں ہونی چاہیئے۔ بشرطیکہ عقل اور حماقت کا سوال نہ ہو (اس پر پھر لوگ ہنسے اور ہیر ہیر کی آوازیں آئیں) +

دہریہ :- آپ تعریض سے کام لیتے ہیں۔ اور مجھے احمق بتاتے ہیں +

عرفانی :- میں تو ادب سے معافی چاہتا ہوں۔ کہ آپ جیسے عقلمند کو احمق کہوں (ہنسی) آپ آئندہ مجھے احمق کہہ لیں۔ اگر آپ کی تسلی ہو سکتی ہو۔ اس لئے کہ میں خدا کو مانتا ہوں۔ میں نے تو آپ سے شکایت نہیں کی۔ جب آپ نے خدا کے ماننے والوں کو (جن کی لاانتہا تعداد یہاں موجود بھی نہ تھی) ان کی غیر حاضری میں کہا جب کہ وہ کوئی جواب آپ کو نہ دے سکتے تھے +

دہریہ :- ہم کو اپنی گفتگو میں عام اخلاق کو نہیں چھوڑنا چاہیئے اور ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے جو دوسروں کے جذبات کو مجروح کرے +

عرفانی :- میں آپ کا شکر گذار ہوں۔ کہ آپ نے مجھے یہ قیمتی مشورہ دیا۔ مگر کیا میں ادب سے پوچھ سکتا ہوں۔ کہ وہ ادب کا کوڈ (ضابطہ) کیا ہے۔ جس میں یہ بتایا گیا ہو۔ کہ کب ایک شخص کو دوسروں کی غیر حاضری میں ان کو احمق کہنے کا حق ہو جاتا ہے۔ اور انہیں اسباب اور حالات کے ماتحت وہ عقلمند ہی رہتا ہے (ہیر ہیر) +

دہریہ :- اگر آپ اسی طرح کلام کرینگے۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ بڑی ہتک ہے +

عرفانی :- میں پھر معافی چاہتا ہوں۔ میری ہر بات کو تعریض اور ہتک کہہ دیتے ہیں۔ میرے لئے بڑی مشکل ہے۔ بہرحال مجھے معذرت کرنے میں افسوس نہیں۔ مجھے آپ ایک بات بتا دیں۔ کہ سائنس نے اخلاق پر کیا اثر کیا ہے ؟

دہریہ :- اوہ ! آپ نہیں جانتے سائنس نے اخلاق کو کامل کر دیا ہے +

عرفانی :- کیا مجھے ادب سے کچھ عرض کرنے کی اجازت ہے اگر میں اپنے مشاہدہ کو پیش کروں +

دہریہ :- بے شک بے شک +

عرفانی :- میں یہ کہدینا چاہتا ہوں۔ کہ تمام علوم جدیدہ اور ایجادات ایک طرح پر نہایت مفید اور ضروری ہیں۔ لیکن جب میں اس کے دوسرے پہلو کو بیان کرتا ہوں۔ تو میری غرض سائنس یا سائنس دان موجدوں کی ہتک نہیں۔ بلکہ میں اپنے مشاہدہ کا اظہار کرتا ہوں۔ اس لئے اس کو آپ ایسی روشنی میں دیکھیں +

دہریہ :- آپ کہیئے کچھ مضائقہ نہیں +

عرفانی :- تھنک یو۔ میں تو دیکھتا ہوں۔ کہ جس قدر علوم و ایجادات پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ اسی قدر اخلاق گر رہا ہے یہ گذشتہ جنگ جس کو اب آپ سب ایک لعنت کہتے ہو۔ یہ کیا تھی۔ کیا سائنس اور ایجادات کا مظاہرہ ہی نہ تھی ؟ "سائنس بالمقابل سائنس جنگ میکرز" کا معاملہ تھا۔ زہریلی گیس۔ تباہ کن توپیں۔ تارپیڈو۔ سب میرین۔ ہوائی جنگ ان تمام تفصیلات کو آپ جانتے ہیں۔ جو ایام جنگ میں ہوئیں اور دنیا پر تباہی آئی۔ اور اب تک اس کے اثرات باقی ہیں +

اس کے علاوہ تمام جرائم اور بدمعاشیوں کو ایک سائنس بنا دیا گیا ہے۔ کس طرح پر سائنس کی مدد سے جعلی دستاویزیں بن سکتی ہیں۔ ڈاکہ ڈالنے کے لئے سیف کس طرح آسانی سے کھولے جاسکتے ہیں۔ عیاشی کے لئے برتھ کنٹرول کے رنگ میں کس طرح تہذیب سکھائی جاتی ہے (ہیر ہیر) غرض آج کل کی ساری تہذیب جس میں ہر قسم کی قماربازی۔ شراب خوری۔ غیر عورتوں کے ساتھ ناچنا وغیرہ شامل ہیں۔ یہ سب آپ کی سائنس کے کمالات کے نتائج ہیں یا نہیں ؟ پھر اخلاق کا رہ کیا گیا ؟ صرف الفاظ I beg your pardon اور Thank you اگر یہی اخلاق ہیں۔ تو اس سے ہم اچھے تھے اگر غیر مہذب رہتے اور یہ ایجادات نہ ہوتیں۔ ان ایجادات نے صرف دماغی انقلاب پیدا کیا ہے۔ اور یہ ان لوگوں کے اختیارات سے باہر ہے۔

دماغی تربیت اور چیز ہے۔ اور قلبی تربیت اور ہے اور یہ دونوں چیزیں اپنے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کے وجود کو ثابت کرتی ہیں۔ فلاسفر اور موجد دماغی تربیت میں ترقی کرتے ہیں۔ اور اس لئے ان علوم کے لئے نہ کسی اخلاق کی ضرورت ہے نہ پاکیزگی کی۔ مثلاً علم حساب یا انجینیری کے حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ شخص نیک چلن بھی ہو۔ یہ صرف چند قواعد کی مشق کا نتیجہ ہے۔ ہر شخص سیکھ سکتا ہے۔ اگر محنت کرے۔ لیکن روحانی علوم جن کا دل سے تعلق ہوتا ہے۔ وہ اعلیٰ درجہ کی نیک اور پاکیزہ زندگی کے بغیر نہیں آتے۔ اور انسان ان میں کامل نہیں ہو سکتا۔ اسی وجہ سے فلاسفروں اور پیغمبروں میں فرق ہوتا ہے۔ باوجود فلسفی کی ہر قسم کی جائز عزت کے جو میرے دل میں ہے۔ میں اسے پیغمبر کے مقابلہ میں کھڑا کرنا یا اس کا نام لینا بھی ہتک سمجھتا ہوں۔ جیسے بادشاہ کے مقابلہ میں ایک بھنگی کا ذکر کیا جاوے۔ بھنگی اپنے رنگ میں مفید اور ضروری ہے۔ مگر وہ ہے بھنگی۔ اسی طرح پر یہ موجد فلاسفر ایک حد تک مفید ہیں۔ مگر اخلاقی اور روحانی پہلو سے انہیں کوئی عزت یا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔ ان کمالات کے واحد مالک خدا کے نبی ہوتے ہیں۔ اور وہی صحیح اور سچے اخلاق دنیا کو سکھاتے ہیں

آپ اس سے اتفاق کریں یا نہ کریں۔ مگر آپ اپنے ملک کی حالت کو سوچ لیں۔ کہ سائنس کی ان ایجادات کے باوجود کیا ہے؟ سوسائٹی کی حالت کو آپ کا عقلمند طبقہ (آپ کے معنوں میں عقلمند نہیں) کس نظر سے دیکھ رہا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں آپ سے ان خیالات کے اظہار کے لئے جو آپ سے اختلاف کو ظاہر کرتے ہیں، معافی چاہتا ہوں۔ مگر میں مجبور ہوں۔ میں کسی انسان یا کسی قوم کی بزرگی اور عظمت کو اس کے اخلاق میں دیکھتا ہوں۔ نہ کہ ایجادات اور علوم میں۔

دہریہ ۔ آپ نے صرف ایک پہلو ایجادات کا لے لیا ہے، اور دوسرے کو چھوڑ دیا ہے

عرفانی ۔ میں نے تو سب سے پہلے اسکے فوائد کا اقرار کیا ہے۔ اس لئے آپ یہ نہیں کہہ سکتے۔ اور اب میں اسپر زیادہ گفتگو نہیں کروں گا۔ ہم کو دماغی ہضم کے لئے اس قدر بھی کافی ہے۔ خواتین و شرفا! شب بخیر ؎

اشیاء تیار کردہ مستورات کی نمائش

گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جناب چودہری فتح محمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ نے عورتوں کے جلسہ میں جو تقریر فرمائی تھی ۔ اس میں یہ تحریک کی تھی۔ کہ احمدی مستورات اپنے ہاتھ کی سلائی یا اور کسی طرح محنت کرکے آمد پیدا کریں۔ اور وہ آمد بطور چندہ اشاعت اسلام کے لئے مرکز میں ادا کریں۔ اس طرح چندہ میں بھی کافی ترقی ہوگی۔ اور عورتوں کو خصوصیت سے ثواب بھی حاصل ہوگا۔ بغیر اپنی محنت کی کمائی کے جو عورتیں چندہ دیتی ہیں۔ وہ دراصل ان کے خاوندوں کا چندہ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ ان کے مردوں کے کمائے ہوئے مال سے ادا کیا جاتا ہے۔ اور اس طرح نہ تو چندہ ہی میں زیادتی ہوتی ہے۔ اور نہ وہ ثواب ہی چندہ دینے والیوں کو ہو سکتا ہے۔ جو اپنے پیدا کردہ مال کی صورت میں ہو سکتا ہے جناب چودہری صاحب کی یہ تحریک نہایت ہی مفید اور بابرکت ہے، چنانچہ سال رواں میں مختلف عورتوں کی طرف سے اس کے متعلق تائیدی مضامین شائع ہوئے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے منشاء سے لجنہ اماء اللہ قادیان نے بھی چودہری صاحب کی اس تجویز کا خیر مقدم کیا۔ اور فیصلہ کیا کہ اس تحریک کو تمام مستورات تک پہنچایا جائے۔ اور کوشش کی جائے۔ کہ آئندہ تمام احمدی عورتیں ہر ماہ اپنے ہاتھ کی محنت سے کچھ نہ کچھ آمد پیدا کرکے اس کو بطور چندہ اشاعت اسلام کے لئے داخل خزانہ فرمائیں۔ چنانچہ اس تحریک کو عملی صورت میں لانے کے لئے لجنہ اماء اللہ قادیان نے اپنے اجلاس نمبر ۱۷ مورخہ ۲۰ اگست سنہ ۱۹۲۶ء میں ریزولیوشن نمبر ۲۹ کے ذریعہ مندرجہ ذیل فیصلہ کیا۔ جس کی عبارت نقل کی جاتی ہے

"جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کی اس تحریک کو کہ احمدی مستورات کو اپنی محنت کی کمائی سے چندہ دینا چاہیئے لجنہ کی طرف سے تمام احمدی مستورات تک پہنچانے کی سکرٹری لجنہ اماء اللہ بذریعہ اخبارات سلسلہ احمدیہ کوشش کریں۔ اور اس تحریک کو تا تکمیل مقصد جاری رکھیں۔ نیز لجنہ فیصلہ کرتی ہے۔ کہ سکرٹری لجنہ اماء اللہ جلسہ سالانہ سنہ ۱۹۲۶ء کے موقعہ پر ایک ایسی نمائش کے قیام کا انصرام کریں جس میں کوشش کی جائے۔ کہ تمام احمدی مستورات کوئی نہ کوئی چیز اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی لائیں۔ جس کی قیمت فروخت ہونے پر ان کی طرف سے چندہ سمجھی جائیگی۔ علاوہ ازیں ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۶ء کے آخری جمعہ کو لجنہ اماء اللہ قادیان کی تمام ممبرات اپنی بنائی ہوئی اشیاء لجنہ کے اجلاس میں پیش کریں" ؎

اس ریزولیوشن کی تعمیل میں خاکسار اول تو لجنہ اماء اللہ قادیان کی ممبرات کو خواہ وہ اس وقت قادیان میں ہیں، یا باہر گئی ہوئی ہیں، مخاطب کرتی ہے۔ کہ وہ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۶ء کے آخری جمعہ میں پیش کرنے کے لئے اپنے ہاتھ کی بنی ہوئی یا سلی ہوئی یا کسی اور طرح کی تیار کی ہوئی کوئی چیز ضرور ارسال فرمائیں، تاکہ لجنہ کے اجلاس میں پیش کی جائے۔ بعد ازاں لجنہ اماء اللہ کی بیرونی شاخوں کی سکرٹریوں کی خدمت میں گذارش کرتی ہوں۔ کہ وہ بھی اپنی مقامی ممبرات کو تحریک کرکے ایک خاص دن مقرر فرمائیں۔ تاکہ اس دن تمام ممبرات اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی اشیاء اجلاس میں پیش کریں ؎

علاوہ ازیں میں تمام احمدی مستورات سے خواہ وہ لجنہ کی ممبرات ہوں یا نہ ہوں۔ عرض کرتی ہوں کہ وہ ابھی سے اس امر کا تہیہ کرلیں۔ کہ انہوں نے جلسہ سالانہ سنہ ۱۹۲۶ء کے موقع پر مجوزہ نمائش میں دینے کے لئے کوئی نہ کوئی چیز اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی لانی ہے ؎

میں اُمید کرتی ہوں۔ کہ تمام بہنیں پوری طرح کوشش کرینگی۔ کہ یہ نمائش کامیابی سے منعقد ہو۔ والسلام

خاکسار :۔ اُم داؤد
قائم مقام سکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان

قابل توجہ احباب

موسم سرما چونکہ اب بالکل نزدیک ہے۔ غرباء اور کم استطاعت احباب کیلئے کپڑوں کی سخت ضرورت محسوس ہو رہی ہے اس ضرورت کو ہمیشہ قادیان کے بزرگ اور باہر کے ذی استطاعت احباب ہی پورا کرتے رہے ہیں۔ اس سال بھی امید ہے کہ احباب اپنے غرباء بھائیوں کی مدد کیلئے ضرور ہی پارچات [illegible]

ادائگی بقایا کی آسان راہ

جماعتوں میں ایک فارم بقایا داران کا ارسال کیا گیا تھا جس سے غرض یہ تھی۔ کہ تین ماہ سے جن احباب نے چندہ عام و خاص وغیرہ ادا نہیں فرمایا۔ ان کے نام اور رقم بقایا سے اطلاع دی جائے یہ فارم ابھی تک ۵۴ جماعتوں سے موصول ہوئے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بعض جماعتیں اس فارم کے پُر کرنے میں ان ہدایات کو مدنظر نہیں رکھتیں۔ جو فارم پر دی گئی ہیں۔ اُمید ہے کہ آئندہ عہدیداران ہدایات کو نظر انداز نہ فرمائینگے ؎

جہاں میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ بعض جماعتیں صحیح طور پر فارم کو پُر نہیں کر رہی ہیں۔ وہاں یہ بھی دیکھا جا رہا ہے۔ کہ نہ صرف بقایا کے ظاہر کرنے میں دلیری کی جا رہی ہے۔ بلکہ اس کے ادا کرنے میں بھی خاص جوش اور اخلاص کا نمونہ دکھایا جا رہا ہے۔ چنانچہ جناب خان صاحب غلام محی الدین خان صاحب سب انسپکٹر پولیس کانتھاں ضلع ہوشیارپور کے نام سنہ ۲۵-۱۹۲۴ء کے بجٹ فارم میں ۲۶۷ روپے ۸ آنے چندہ عام بقایا تھا۔ جس کی وجہ یہ تھی۔ کہ آپ کے زمانہ ملازمت میں زمینداری کا چندہ کسی نے ادا نہ کیا۔ جب اپنے گھر میں آپ نے اقامت اختیار کی۔ تو سکرٹری صاحب انجمن نے بقایا کا مطالبہ کیا۔ چونکہ خان صاحب موصوف اپنا چندہ بہت باقاعدہ اور باشرح ادا کرنے والے ہیں، اس لئے علم ہونے پر آپ کو بہت افسوس ہوا۔ اور ادائگی بقایا کے لئے تڑپ پیدا ہوئی۔ مگر چونکہ بقایا چندہ کی رقم بہت بڑی تھی۔ اس کا یکمشت ادا کرنا محال امر تھا۔ اس لئے یہ تجویز کی گئی۔ کہ بقایا چندہ کو ماہواری چندہ کے ساتھ ادا کر دیا جائے ؎

چنانچہ سنہ ۲۷-۱۹۲۶ء کے بجٹ فارم میں تحریر فرماتے ہیں:

"میرے ذمہ بقایا پیداوار کا جب میں بحالت ملازمت باہر تھا۔ قریب تین صد کے ہو گیا تھا۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل خاص سے توفیق پاکر ماہواری چندہ کے ہمراہ ادا ہو رہا ہے اب بجٹ ہذا میں بقایا ۱۰۸ روپے دکھلایا ہے۔ اس میں سے تیس روپیہ ماہ مئی و جولائی سنہ ۱۹۲۶ء کے چندہ کے ہمراہ ارسال ہو چکے ہیں۔ اب صرف ۷۸ روپے بقایا ہے۔ یہ بھی انشاء اللہ اسی سال کے اندر اندر ادا ہو جائیگا"

خان صاحب نے ادائگی بقایا کے لئے جس طریق کو اختیار کیا ہے۔ ایسے اگر دیگر احباب بھی اختیار کریں تو بقایا کا ادا ہونا مشکل نہیں ہے لیکن اس کیلئے عزم اور استقلال کی ضرورت ہے ؎

محمد اشرف قائم مقام ناظر بیت المال قادیان

جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کا جلسہ

جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کا جلسہ بتاریخ ۱۶، ۱۷ ستمبر ۱۹۲۶ء شہر گوجرانوالہ واقعہ باغ مہاں سنگھ میں منعقد ہوا۔ جس پر مبلغین جناب حافظ روشن علی صاحب۔ جناب شیخ محمد یوسف صاحب۔ مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل۔ مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل و مولوی علی محمد صاحب مولوی فاضل تشریف لائے۔ مضامین اسلام اور بابا نانک رح۔ ہمارا مذہب۔ وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام رد تناسخ ختم نبوۃ۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ خلافت راشدہ اسلام اور عیسائیت۔ اسلام اور حالات حاضرہ۔ کسر صلیب پروگرام میں دئے گئے۔ آخر کے ہر سہ مضامین بوجہ بارش بیان نہ کئے جا سکے۔ اسلام اور بابا نانک پر جناب شیخ محمد یوسف صاحب نے لیکچر دیا۔ جو نہایت مدلل اور معلومات کا ذخیرہ تھا۔ دعوت مناظرہ کے باوجود کسی سکھ بھائی نے سوال نہ کیا۔ "ہمارا مذہب" پر جناب حافظ صاحب نے لکچر دیا۔ مقلد اور غیر مقلد ہر دو گروہ کے لوگ ایک دوسرے کے معاون بنکر کثرت سے آئے ہوئے تھے۔ کیونکہ وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مضمون پر اہل سنت والجماعت کے ساتھ مناظرہ قرار پا چکا تھا۔ ترتیب مضامین پر ہر دو گروہ نے شور ڈالا۔ کہ "ہمارا مذہب" مضمون بعد میں ہو اور "وفات مسیح ناصری" پہلے ہو۔ کیونکہ اس طرح احمدی جماعت اپنے عقائد بیان کر کے اپنا اثر ڈال لیتی ہے۔ مگر ہم نے ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے جلسہ کی کارروائی شروع کر دی۔ اور وہ دونوں گروہ جلسہ گاہ سے اٹھ کر چلے گئے۔ اور باغ کے دروازہ کے اندر شور کرنیکا اڈا قائم کر لیا۔ لیکن لوگ درختوں کی آڑ لیتے ہوئے مولویوں سے نظر بچا کر پھر ہماری ہی جلسہ گاہ میں آ گئے۔ اور بہت سے غیر احمدی تو پہلے ہی ان کے ساتھ نہ گئے تھے۔ جناب حافظ صاحب نے نہایت برجستہ پیرایہ میں بنائے اسلام بیان کرتے ہوئے اپنا مذہب بیان کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ایام الصلح سے اپنے عقیدہ کے متعلق ایک جامع عبارت سنوائی۔ اس کے ختم ہو جانے کے بعد ہمارے نوجوان مبلغ مولوی اللہ دتا صاحب فاضل جالندھری نے وفات مسیح ناصری پر ایک گھنٹہ تقریر کی۔ حاضرین پر خاص اثر تھا۔ بعد تقریر ایک گھنٹہ مناظرہ منشی حبیب اللہ صاحب امرتسر کلرک دفتر نہر سے ہوا۔ جو مقلدین کے نمائندہ تھے۔ اور ان کے دائیں اور بائیں ہر دو گروہ کے علما معاون و مددگار بیٹھے ہوئے تھے۔ اس مناظرہ کے اختتام پر ایک صاحب سید حسین شاہ صاحب رس موضع آردپ نے علی الاعلان کہا کہ "میں نے حق سمجھ لیا ہے۔ اور میں احمدیت میں داخل ہوتا ہوں"۔ اس کے بعد رات کے جلسہ میں مولوی علی محمد صاحب مولوی فاضل نے رد تناسخ پر لیکچر دیا۔ باوجود دعوت مناظرہ کے کوئی نہ آیا۔ البتہ ایک گھنٹہ ایک آریہ اور ایک سناتن دھرمی نے سوال و جواب کے واسطے لیا۔ اہل سنت والجماعت نے اپنی جامع مسجد میں جو باغ کے دروازہ پر ہے اپنا جلسہ قائم کر دیا۔ مگر عام لوگ تو رہے الگ ان کے منتظمین ہی درختوں کی آڑ لیتے ہوئے ہماری جلسہ میں آ گئے۔ ۱۶ تاریخ بسبب بارش پہلا اجلاس نہ ہو سکا دوسرا اجلاس دو بجے بعد دوپہر شروع ہوا۔ پہلا مضمون ختم نبوۃ مولوی اللہ دتا صاحب نے بیان فرمایا۔ ہر دو گروہ مقلد اور غیر مقلد کے علماء لیکچر کے وقت تشریف فرما تھے۔ اور برابر نوٹ لیتے جاتے تھے۔ اور بڑی مستعدی ظاہر کرتے تھے۔ کہ ایک دوسرے کے معاون ہیں۔ اس مضمون پر مناظرہ کے لئے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اہل حدیث کے امام کھڑے ہوئے۔ جنہوں نے یا بنی آدم اما یاتینکم الخ والی آیت قرآنی کا جواب دیتے ہوئے امکان نبوت کو تسلیم کر ہی لیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک زبردست قادر ہستی یہ الفاظ انکی زبان پر جاری کرا رہی ہے۔ کیونکہ وہ حلق میں آ کر پھر گلا گھونٹ دیتے تھے۔ دیگر مولوی صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کر کے ایک غلط حوالہ پیش کیا۔ جسکی حقیقت جب ظاہر کی گئی تو مولوی صاحب کے لئے خفت کا موجب ہوئی۔ اس کے بعد مضمون صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مولوی عبد الغفور صاحب نے بیان فرمایا۔ کیا خوبی اور صداقت تھی کہ تمام دلائل تیرہ آیات قرآنی اور احادیث سے ایسے علمی پیرایہ میں دئے جو اہل دانش کے لئے خاص لذت کا باعث تھے۔ اور منہاج نبوت پر نہایت واضح طور سے حضرت مسیح موعود کی صداقت کو پرکھا۔ اور سچا کر دکھایا۔ انکے مقابل پر بھی اہل حدیث کے ایک صاحب مناظر تھے۔ مگر بجز محمدی بیگم کے قصہ کے اور کچھ نہ پیش کر سکے۔ اس ایک گھنٹہ کے مناظرہ کی یہ کیفیت رہی کہ ہمارے مناظر کی باری شور کرتے اور اپنے مناظر کے وقت میں ہنسی اور استہزا اور یہی حال ان کے مناظر کا تھا۔ سوائے استہزائیہ فقروں کے اور کچھ نہ کرتے تھے اور اس استہزا میں یہاں تک بڑھ گئے کہ آیات قرآنی پر بھی ٹھٹھہ کیا۔ غرض یہ ایک گھنٹہ یٰحسرۃً علی العباد الخ والی آیت کے مصداق بنے رہے۔ اس کے بعد رات کو پھر جلسہ ہوا تو جناب حافظ صاحب نے خلافت راشدہ پر تقریر فرمائی۔ شیعہ صاحبان کو بھی دعوت مناظرہ دیگئی۔ مگر مناظرہ کیلئے نہ آئے۔ البتہ سامعین کے حیثیت سے آئے ہوئے تھے۔ جناب حافظ صاحب نے ایسے معارف اور حقائق اور واقعات حقہ بیان فرمائے۔ جو علاوہ عام فہم ہونے کے ہر ایک کیلئے نئی معلومات کا ذخیرہ تھے۔ جن سے یہاں کے لوگوں کو شیعہ مذہب کی حقیقت اچھی طرح معلوم ہو گئی۔ اور اہل سنت والجماعت کو اپنی صحیح پوزیشن کا علم ہوا۔ قصہ کوتاہ لیکچر نہایت دلچسپ تھا اور دلچسپی سے سنا گیا۔ بلکہ پبلک نے جناب حافظ صاحب سے مضمون کو لمبا کرنے کی درخواست کی۔ چنانچہ جناب حافظ صاحب نے ایسا ہی کیا۔ جس سے پبلک نہایت ہی محظوظ ہوئی۔ اس کے بعد شیخ بشیر احمد صاحب پلیڈر نے تمام مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد کی پرزور الفاظ میں تلقین کی اور جلسہ دعا پر ختم ہوا۔ حاضرین جلسہ کی تعداد پانچ سو سے ڈیڑھ ہزار تک ہوتی رہی خدا کا بڑا شکر ہے۔ بلحاظ اثر و امن کے ہمارا جلسہ نہایت کامیاب ہوا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

شیخ محمد یوسف صاحب جناب حافظ صاحب اور مولوی اللہ دتا صاحب کے تو لوگ خاص طور سے مداح ہیں۔ اور اکثر کہتے ہیں کہ ایسی تقریریں سننے کا کم اتفاق ہوا ہے۔ بلکہ بعض تو کہتے ہیں۔ اس دفعہ ہی ایسی معلومات سے پُر تقاریر سنی ہیں۔ مناظر کی حیثیت سے تو مولوی اللہ دتا صاحب کا خاص سکہ بیٹھ گیا ہے۔ پبلک کا خیال ہے کہ احمدی مناظر کا وفات مسیح اور ختم نبوت کے مضامین کے دلائل کا کوئی جواب نہیں دیا جا سکا۔

بالآخر ہم جناب شیخ دین محمد صاحب وکیل و پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی گجرانوالہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ہمیں جلسہ گاہ کی اجازت فرمائی۔ و نیز سب انسپکٹر صاحب قاضی مراد علی صاحب کا بھی کہ جنہوں نے نہایت خوبی سے جلسہ کے امن کو قائم رکھا۔

المرقوم صاحبدین سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ گجرانوالہ۔

سمبڑیال میں تبلیغ احمدیت

مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۲۶ء کو غیر احمدیوں سے مناظرہ قرار پایا تھا جس پر ہمارے مبلغ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۶ء کی رات کو سمبڑیال تشریف لے آئے مگر ان کے آنے پر غیر احمدیوں نے مناظرہ سے انکار کر دیا چونکہ مبلغین آ چکے تھے اس لئے لیکچروں کا بندوبست کیا گیا۔ چنانچہ پہلے دن مولوی قمر الدین صاحب مولوی فاضل نے صداقت اسلام پر کامیاب لیکچر دیا جس میں مولوی صاحب نے زندہ گواہ صداقت اسلام کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیش کیا۔ دوسرے دن مولوی عبد الکریم صاحب مولوی فاضل نے تبلیغ حق کی اور اخیر پر ایک صاحب نے چند سوالات کئے جنکے مولوی قمر الدین صاحب نے تسلی بخش جوابات دئے۔ مسیح موعود علیہ السلام کے انکار سے ان لوگوں کی مذہبی حس بالکل مردہ ہو چکی ہے بسبب دو دفعہ منادی کرانے کے بہت کم لوگ سننے کو آئے لیکن جو بھی آئے اللہ فضل سے اچھا اثر لے کر گئے۔ والسلام سراج الدین احمدی سمبڑیال

جماعت احمدیہ شاہجہانپور کا سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ جماعت احمدیہ شاہجہانپور ۱۳ و ۱۴ ستمبر کو منعقد ہوا۔ بارش کے سبب حافظ مختار احمد صاحب کے وسیع مکان میں جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ اگرچہ بارش کی وجہ سے راستے خراب تھے۔ اور ابر محیط ہو رہا تھا۔ اور قریب ہی مخالفین نے بھی اکھاڑا جما رکھا تھا۔ اور آنے والوں کو روکا بھی جاتا تھا۔ تاہم سامعین آئے۔ اور امید سے بڑھ کر آئے۔ پولیس کا انتظام بھی نہایت عمدہ تھا۔ ۸ بجے مولوی غلام احمد صاحب کا لیکچر بصدارت حافظ سید مختار احمد صاحب وفات حضرت مسیح علیہ السلام پر شروع ہوا۔ مولانا نے بڑے عجیب اور نرالے طریقے سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی۔ دل سے دعا نکلتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کے علم و فضل میں ترقی اور دل و دماغ میں زیادہ قوت عطا فرمائے اور باصحت و عافیت بڑی لمبی عمر عطا فرمائے۔ ڈیڑھ گھنٹے تک حقائق و معارف اور دلائل و براہین کا یہ بحر ذخار موجیں مارتا رہا۔ سامعین محو حیرت تھے۔ اس کے ختم ہونے پر مولانا نیرؔ مدظلہ کا لیکچر "دنیا کا زندہ مذہب" شروع ہوا۔ آپ نے ایک عجیب انداز سے اسلام کا زندہ مذہب ہونا ثابت کیا۔ جس سے کان آشنا نہ تھے۔ آپ کا بے نظیر لیکچر جری اللہ فی حلل الانبیاء سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے اس شعر کی گویا تفسیر تھی ؎

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اسمیں مہیا نکلا

ساڑھے گیارہ بجے اس لیکچر کے ختم ہونے پر جناب صدر کی مختصر تقریر پر جو خدا کی حمد اور سامعین کے شکریے اور جلسے کے ختم ہونے اور دوسرے جلسہ کے اعلان پر مشتمل تھی۔ جلسہ برخاست ہوا۔ دوسرے روز بھی خوب بارش ہوئی۔ اور امید نہ رہی تھی۔ کہ جلسہ ہو سکے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ گاہ میں جلسہ ہوا۔ آج پہلا لیکچر حضرت مولانا نیرؔ صاحب نے میجک لینٹرن کے ساتھ دیا۔ جو نو بجے سے گیارہ بجے تک جاری رہا۔ آپ مناظر پیش کرنے کے ساتھ جو تقریر فرماتے تھے۔ وہ نہایت دلپسند و دلآویز و موثر تھی۔ ناظرین و سامعین نہایت خوشی کے ساتھ محو تھے۔ اس کے ختم ہونے پر مولوی غلام احمد صاحب زاد علمہ و فضلہ اسٹیج پر تشریف لائے۔ اور صداقت مسیح پر لیکچر شروع کیا۔ اور خاتمہ پر سامعین کو بڑے پر جوش و موثر لہجے میں احمدیت کی دعوت دی۔ ہمارے جلسہ گاہ کے دروازے پر مخالفین کی ٹولیاں آنیوالوں کو روکنے میں مشغول ہیں۔ اور جلسہ گاہ کے قریب ہی علماء اپنے جلسے میں مخالفانہ تقریریں کرتے رہے۔ اشتہارات شائع کر چکے ہیں۔ کہ احمدی لوگ نبیوں اور بالخصوص حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین کرتے ہیں۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وہ عبارتیں جو حضور نے پادریوں کے مقابلے میں ان کے یسوع کے واسطے جو بقول ان کے مدعی الوہیت تھا۔ بطریق جواب الزامی لکھی ہیں۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے حق میں قرار دے کر شائع کیں۔ اور فتویٰ دیا۔ کہ یہ عبارتیں لکھنے والا ایسا ہے۔ اور ویسا ہے۔ اور جو شخص احمدیوں کے جلسے میں شامل ہو گا۔ وہ خدا اور رسول کا دشمن ٹھیرے گا۔ لیکن لوگ ہیں کہ چلے آ رہے ہیں۔ اور جلسے میں شامل ہو رہے ہیں۔ اور خاتمہ جلسہ کے بعد بھی موجود ہیں۔ یہ الٰہی تصرفات ہیں۔ جن کو کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جناب صدر نے سامعین کو دونوں لیکچروں کی طرف غور کر کے صحیح نتیجہ تک پہونچنے کی کوشش کرنے کا مشورہ دیا۔ اور جلسے کے بخیر و خوبی ختم ہو جانے پر خدا کی حمد و شکریے کے بعد سامعین کا شکریہ ادا کیا۔ بفضلہ تعالیٰ ہر طرف ہمارے لیکچروں کا تذکرہ اور لیکچرار کی تعریف ہو رہی ہے۔ سامعین نے خوشی کا اظہار کیا ہے۔ اور معزز اصحاب کتب سلسلہ کی خواہش کر رہے ہیں۔ اور آج آٹھ بجے سے دیوبندیوں کے ساتھ مناظرہ ہے۔ جس کے حالات بعد ختم مناظرہ ارسال ہونگے۔

پیلی بھیت۔ امروہہ ضلع مراد آباد۔ قصبہ تلہر قصبہ کٹھرہ۔ موضع کٹیا۔ موضع خان پور اور موضع بیضہ وغیرہ سے بھی برادران سلسلہ شرکت جلسہ کے لئے تشریف لائے تھے۔ ان سب کی خدمت اور جلسے کے انتظام و دیگر امور کی سرانجام دہی کے لئے جماعت کے بچوں نے بھی اور بوڑھوں نے بھی پوری محنت اور محبت سے کام کیا۔ خدا ان کی محنتوں کو بارور کرے۔ آمین۔

(خاکسار محمد عقیل قریشی سکرٹری جلسہ ہائے ہفتہ وار انجمن احمدیہ شاہجہانپور یو۔پی)

کرنسی کمیشن کی رپورٹ میں قابل غور مسئلہ

(ایک برلن کے قلم سے)

کرنسی کمیشن کی رپورٹ جو کچھ عرصہ ہوا عام طور پر اشاعت پذیر ہو کر ہندوستان کے طول و عرض میں پہنچ چکی ہے۔ ایک نہایت مبسوط اور دلچسپ تحریر ہے۔ اس رپورٹ پر ملک کے بعض اخبارات میں نکتہ چینی بھی ہوئی ہے۔ اور بعض اخبارات اب تک اس شغل میں مصروف نظر آتے ہیں۔ قبل اس کے کہ ان کے اعتراضات کی تردید میں کچھ کہا جائے یہ ظاہر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان اخبارات کے ایڈیٹروں نے رپورٹ کا مطالعہ اس غور اور احتیاط کے ساتھ نہیں کیا۔ جو صحیح رائے قائم کرنے کے لئے از بس ضروری ہے۔ سر راجندر ناتھ مکرجی جو کمیشن کے ممتاز ارکان میں شامل ہونے کا شرف رکھتے تھے۔ اور جو حال ہی میں ہندوستان تشریف لائے ہیں۔ اور جنہوں نے ایک نمائندہ اخبار کے ملاقات کرنے کے دوران میں یہ خیال ظاہر کیا ہے۔ کہ اگر معترضین رپورٹ کا غور اور احتیاط کے ساتھ مطالعہ کرتے۔ تو ان کو اعتراض کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ اور اب بھی اگر وہ قرار واقعی طور پر رپورٹ پر غور کریں۔ تو ان کے شکوک و شبہات خود بخود رفع ہو جائیں گے۔

کرنسی کمیشن کی رپورٹ کے جس حصے پر اعتراض کیا گیا یا کیا جا رہا ہے۔ یہ وہ حصہ ہے۔ جس میں کمیشن نے روپے کی قیمت ا شلنگ ۴ پنس کی بجائے ا شلنگ ۶ پنس مقرر کرنے کی سفارش کی ہے اور بقول سر راجندر ناتھ مکرجی یہ سفارش اور سفارشوں کے مقابلہ میں بہت کم اہمیت رکھتی ہے۔

معترضین کا اعتراض ہے۔ کہ روپے کی قیمت ا شلنگ ۶ پنس مقرر ہو جانے سے کاشتکاروں اور مزارعوں کو سخت نقصان ہو گا۔ یہ اعتراض محض سطحی ہے۔ کیونکہ ہندوستان کی ۷۲ فیصدی زرعی آبادی میں ۱۷ فیصدی آبادی ان لوگوں کی ہے۔ جو کھیتوں میں اجرت پر کام کرتے ہیں۔ اور جن کی شرح اجرت پر فصل کی قیمت میں کمی یا بیشی ہونے کا کوئی اثر نہیں پڑتا باقی ۵۵ فیصدی میں سے نصف سے زیادہ وہ لوگ ہیں۔ جن کی پیداوار ان کی اپنی ضرورت سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ روپے کی قیمت ا شلنگ ۴ پنس مقرر ہو جانے سے ان قلیل التعداد کاشتکاروں کو تو ضرور فائدہ ہو گا۔ جو فالتو پیداوار کو فروخت کرتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی عام خریداروں کو جن پر آبادی کا بڑا حصہ مشتمل ہے۔ سخت نقصان پہنچے گا۔ ہمیں یقین کامل ہے۔ کہ معترضین نے اس اہم امر پر توجہ نہیں کی۔ ورنہ وہ ایسا کم وزن اعتراض کبھی نہ کرتے۔ ۱۸ پنس کا روپیہ عوام ہند کے لئے بہت مفید ہو گا۔ اور ضرورت ہے۔ کہ عوام اور ان کے نمائندے اس کی ۱۸ پنس قیمت مقرر کئے جانے پر اپنا امکانی زور صرف کریں۔

ضرورت ہے

(اشتہارات)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہت سی نایاب کتب چھپ گئیں

چند ہی سال گذرے۔ کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت سی تصانیف سرمایہ کی کمی سے دوبارہ نہ چھپنے کے باعث نایاب ہو رہی تھیں۔ اور احباب کو دگنی چوگنی بلکہ بعض دفعہ دس گنی قیمت پر بھی ملنا محال تھیں۔ اور یہ ایک ایسا تکلیف دہ امر تھا۔ کہ جس کا احساس کم و بیش ہر احمدی کو ہوا۔ اور سب سے بڑھکر حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو اور اسی احساس کے ماتحت حضور نے بعض خدام کو ان نایاب کتب کی طباعت کیلئے سرمایہ جمع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ جس پر تیئس چوبیس ہزار روپیہ جمع ہوگیا۔ اور کام جو برسوں سے قلت سرمایہ کی وجہ سے رکا پڑا تھا۔ صیغہ دعوۃ و تبلیغ کی زیر نگرانی شروع کر دیا گیا۔ اور آج جبکہ اس کام کو جاری ہوئے چار سال بھی نہیں گذرے کہ بہت سی بیش بہا اور نایاب تصانیف نہایت اہتمام سے شائع ہو چکی ہیں۔ نہ صرف حضرت مسیح موعود کی بلکہ اور بھی کئی ایک مفید اور محققانہ کتب (جن میں سے بعض حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ اور چند دیگر بزرگان سلسلہ کی تصانیف ہیں) طبع ہو چکی ہیں۔ جن کی فہرست مع قیمت درج ذیل ہے۔

بک ڈپو تالیف و اشاعت جس نے کہ اس قدر قلیل عرصہ میں کافی سے زیادہ لٹریچر شائع کیا ہے۔ احباب کی توجہ اور امداد کا از حد مستحق ہے۔ کیونکہ اس کے لئے جس قدر سرمایہ جمع کیا گیا تھا۔ وہ تمام کا تمام لٹریچر کی طبع و اشاعت میں خرچ ہو چکا ہے۔ بلکہ اس کے علاوہ اور بھی کئی ہزار روپیہ قرضہ لے کر اپنے پاس سے خرچ کر کے بعض کتابیں شائع کروائی ہیں۔ اس لئے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ اب جبکہ انہیں دگنی چوگنی یا دس گنی قیمت کی بجائے معمولی قیمت پر نایاب سے نایاب کتابیں مل سکتی ہیں۔ تو وہ ضرور ان کو خریدیں اور پڑھیں۔ بلکہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں ان کی اشاعت کی تحریک کریں۔ اس وقت جس قدر نایاب کتب شائع ہو چکی ہیں۔ اگر ان میں سے نصف بھی احباب خرید لیں گے۔ تو اسی سرمایہ سے باقی تمام کتب بھی جلد سے جلد شائع ہو سکتی ہیں۔

ہمیں امید ہے۔ کہ خدا کے مسیح کی قائم کردہ جماعت دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی جماعت اسلام کے لئے سرفروشی کا اظہار کرنے والی جماعت اس کام میں پیچھے نہ رہے گی۔ اور جہاں تک اس سے ممکن ہوگا۔ ان انمول روحانی جواہر کو جو کوڑیوں کے مول بک رہے ہیں۔ خرید کر اکناف عالم میں پھیلا دے گی۔

کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کتاب	قیمت
حقیقۃ الوحی	صرر
سرمہ چشم آریہ	عہر
شحنہ حق	۸ر
آئینہ کمالات اسلام	ے۸ر
برکات الدعا	۳ر
شہادت القرآن	۱۰ر
انجام آتھم	عار
تحفہ قیصریہ	۲ر
سراج دین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	۲ر
ضرورۃ الامام	۴ر
تذکرۃ الشہادتین	۱۲ر
راز حقیقت	۲ر

کتاب	قیمت
ایام الصلح اردو	عصر
تحفہ غزنویہ	۴ہر
لیکچر سیالکوٹ	۲ر
تریاق القلوب	عہر
دافع البلاء	۲ہر
تحفہ ندوہ	۵ر
سناتن دھرم	۱ر
براہین احمدیہ حصہ پنجم	عہر
تجلیات الٰہیہ	۱ر
تقریریں	۳ر
منن الرحمٰن عربی	۱۲ر
فریاد درد	۸ر
ترغیب المومنین	۳ہر
(یہ ۲۲ کتابیں پہلی دفعہ شائع کی ہیں)	
الخطاب الجلیل عربی	
ترجمہ اسلامی اصول کی فلاسفی	۴ر

کتب و تقاریر حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہٗ

کتاب	قیمت
ملائکۃ اللہ دوسرا ایڈیشن	۱۰ر
آئینہ صداقت اردو	عہ۸ر
" انگریزی	ے
نجات	۱۲ر
تحفہ پرنس انگریزی	۱۲ر، عہ، عار
احمدیت یعنی حقیقی اسلام اردو	عہ۸ر
" " انگریزی	ے۸ر
دعوۃ الامیر فارسی مجلد	۴ہر
" اردو غیر مجلد	عہ۸ر
سوانح احمد انگریزی	۸ر
احمدیہ مومنٹ	عمر، عہ۸ر

جو جماعتیں اپنے ہاں بک ڈپو کی شاخ کھولنا چاہیں انہیں معقول کمیشن دیا جائے گا۔ شرائط طلب کرنے پر بھیجی جا سکتی ہیں۔

منیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

حب اٹھرا کا نام
محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اور طب میں اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ یہ ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ)۔ شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً ۶ تولہ خرچ ہوتی ہے۔ جو ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائیگا۔

پتہ
عبد الرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

نیٹ بہرا پن (رجسٹرڈ)

کم سننے کان بہنا۔ بچوں کے بہنے۔ درد۔ بہاری پن۔ ورم۔ خشکی۔ کھجلی۔ سنسناہٹ۔ آوازیں آنے۔ پردوں کی کمزوری اور کان کی تمام بیماریوں کی صفحہ دنیا پر صرف ایک اکسیر اور بے خطا دوا ایلب ینڈ سنز پیلی بھیت کا روغن کرامات ہے۔ فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ۔ تین شیشی ایک ساتھ منگانے پر محصولڈاک معاف۔ بادشاہی منجن مسوڑوں سے خون جانے درد۔ پانی لگنے اور دانت کی ہر ایک تکلیف پر مجرب دوائی استعمال کے قابل ہے۔ فی شیشی ۸ر مع محصول۔ بازوں ٹھگوں سے ہشیار۔ مرض کا شرطیہ علاج کیا جاتا ہے۔ اپنا پتہ صاف لکھیئے۔ پتہ:۔ کان کی دوا ایلب ینڈ سنز پیلی بھیت یوپی

طاقت کی مشہور و معروف دوائی
سلاجیت خالص

قیمت فی چھٹانک دو روپے بارہ آنے۔ آدھ پاؤ پانچ روپے۔ پاؤ بھر نو روپے معہ محصولڈاک۔

پتہ
حکیم حاذق علم الدین سند یافتہ پنجاب یونیورسٹی محلہ قلعہ امرتسر

(اشتہارات)

حیرت انگیز نئی کاریگری

ایک دن میں تین شکلیں بدلنے والی

کیمیکل گولڈ سنہری لہریہ دار چوڑیاں

ان کو کاریگر نے اس خوبصورتی سے بنایا ہے۔ کہ ہاتھ چوم لینے کو جی چاہتا ہے۔ پانچسو روپیہ کی چوڑیاں بنوا کر انکے سامنے رکھ دو۔ پھر دیکھو۔ کونسی خوبصورت اور قیمتی معلوم ہوتی ہیں۔ تجربہ کار سا ہو کار بھی یکایک نہیں بتا سکتا۔ کہ یہ سونے کی نہیں۔ جہاں دکھائیے۔ انہیں کوئی دوسو روپے سے کم نہیں بتا سکتا۔ کسی قسم کی چوڑیاں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ ان کو ہاتھوں میں پہنا کر ان کی بہار دیکھئے۔ گھڑی گھڑی میں ایک نئی طرز معلوم ہوتی ہے۔ دو چار الگ ہو جائیں۔ تو پھول پتی معلوم ہوتی ہیں۔ اور سب مل گئیں۔ تو عمدہ قسم کی بیل معلوم ہوتی ہیں۔ اور سب الگ ہو جائیں۔ تو پھر یہ پڑ جاتا ہے۔ ان کو پہن کر عورتیں اگر عورتوں میں بیٹھیں۔ تو وہ عورتیں جو رات دن سونا چاندی پہنتی ہیں۔ انہیں دیکھ کر دنگ رہ جائیں گی۔ اور کہیں گی۔ ہمیں بھی منگا دو۔ سب کی نظر ان پر پڑے۔ تو بات نہیں۔ چمک اور رنگ ان چوڑیوں کا مثل سونے کے چمکتا رہتا ہے۔ قیمت ایک سٹ بارہ چوڑیوں کا دام ۱۲؍ ۔ چار سٹ کے خریدار کو ایک سٹ مفت فرمائش کے ساتھ ناپ آنا ضروری ہے۔ محصولڈاک علاوہ۔

ایس۔ اے اصغر اینڈ کو۔ ٹلیا محل دہلی

BEST AND CHEAPEST FOUNTAIN PENS,

بلحاظ قیمت و خوبصورتی و پائداری

بہترین قسم کے جرمن نادپیدہ فونٹین قلم

جو حال ہی میں بہت بڑی تعداد منگوائے جانے کے باعث نہایت سستے دیئے جائینگے تاجر پیشہ احباب اور طلباء و اساتذہ صاحبان ان کی فروخت سے کافی منافع اٹھا سکتے ہیں ہمیں یقین ہے۔ کہ ان قیمتوں پر ایسا مال شاذ ہی کہیں سے دستیاب ہو سکے۔ ورنہ اسی قسم کی قلمیں بعض دیگر تجارتی فرمیں ۸/۲ - ۳/۰ - ۳/۸ اور ۲/۸ روپیہ تک فروخت کرتی ہیں۔ حسب ذیل قیمتوں پر گلوب ٹریڈنگ ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب سے طلب فرمائیں۔ قسم خاص نہایت خوشنما مضبوط بڑا سائز۔ فی قلم عہ ۔ درجن یا اس سے زائد کے لئے عہ۔ نمبر اول موزون درمیانہ سائز اور بہت خوبصورت۔ فی قلم ۱۲ ۔ درجن یا اس سے زائد کے لئے ۱۰ ۔ نمبر دوم۔ چھوٹا سائز۔ دلکش۔ عورتوں اور بچوں کیلئے نادر تحفہ فی قلم ۸ ۔ درجن یا اس سے زائد کیلئے ۷ ۔ نوٹ۔ تمام قلموں کے نب ۱۴ کیرٹ گولڈ پلیٹڈ ہیں۔ اور ہر ایک قلم نہایت خوبصورت و خوشنما ڈبہ میں مع روشنائی ڈالنے کے ڈراپر اور ہدایات استعمال کے دیا جاتا ہے۔ قیمت بھیجکر ضرور طلب کریں۔ اور اس سفر و حضر میں کارآمد و مفید چیز سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔

معمولی اردو خوانوں کے لئے ملازمت کا وسیع میدان

اردو شارٹ ہینڈ یا فن زود نویسی

آج کل تھوڑے وقت میں بہت سا کام کرنیوالے کی جو قدر و قیمت ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ انگریزی میں تو اس فن کی بہت کتب موجود ہیں لیکن اردو زبان میں تا حال کوئی ایسی کتاب نہ تھی۔ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہمارے مکرم و مہربان جناب چوہدری گیان چند صاحب ساہی سی۔ ٹی ایس۔ ڈی انگلینڈ پرنسپل دی لنڈن کمرشل کالج راولپنڈی نے کئی سالوں کی لگاتار کوشش سے اس فن کی ایک ایسی کتاب طیار کر کے پبلک کی ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ جس کے لئے امید ہے۔ کہ پبلک ان کی قدر کریگی۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ کتاب موسومہ چندر اردو شارٹ ہینڈ کو پڑھ کر معمولی سے معمولی اردو خواں بھی صرف ایک مہینہ میں بلا کسی مدد کے فن زود نویسی کا عالم بن سکتا ہے۔ تاجروں۔ سوداگروں۔ طالب علموں۔ نقل نویسوں غرضیکہ ہر قسم کے اردو خوانوں کیلئے نایاب تحفہ ہے۔ کتاب عنقریب چھپکر تیار ہونے والی ہے۔ فوراً درخواستیں بھیجکر ضرورتمند اصحاب اپنا نام درج رجسٹر کرالیں۔ تاکہ چھپنے پر فوراً بھیج دیجائے۔ قیمت مع محصول صرف پانچ روپیہ۔ جلد سنہرا۔ چھپائی دیدہ زیب۔

ملنے کا پتہ — شیخ الٰہی بخش رحیم بخش بک سیلرز پبلشرز گجرات پنجاب

وصیت ۲۹۱۸

میں سیدہ بیگم بنت ذوالفقار علی خان زوجہ شیخ عبدالحکیم صاحب قوم صدیقی ساکن قادیان ضلع گورداسپور کی ہوں۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کردوں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ میرا زیور جو والدین سے ملا ہے۔ وہ ایک گلوبند طلائی اور ۴ عدد طلائی چوڑیاں قیمتی ۷۰ روپیہ اور دو ہزار حق مہر ہے۔ جو ابھی ادا نہیں ہوا ہے۔ نیز مجھے عہ ماہوار شوہر سے جیب خرچ ملنے کا وعدہ ہے۔ اس لئے اس آمد کا بھی ۱/۳ حصہ یعنی عہ ماہوار یکم مئی ۱۹۲۶ء سے ادا کرتی رہونگی۔

۱۷ اپریل ۱۹۲۶ء۔ سیدہ بیگم احمدی بقلم خود۔ گواہ شد ذوالفقار علی خان والد موصیہ۔ گواہ شد:۔ عبدالحکیم احمدی شوہر موصیہ۔

محافظ دندان

یہ نہایت اعلیٰ درجہ کا خوشبودار خوشرنگ اور خوش ذائقہ پوڈر ہے اس کے استعمال سے ہلتے دانت مضبوط ہو جاتے ہیں دانتوں اور مسوڑوں سے خون جانا بند ہو جاتا ہے۔ دانتوں کو پانی لگنے کو بے حد مفید پایا۔ منہ دن بھر خوشبودار رہتا ہے۔ دانت نہایت چمکدار اور خوشنما نکل آتے ہیں۔ اور کوئی دانتوں کی بیماری نہیں ہوتی۔ تاکہ آپ نمونہ دیکھکر ہماری صداقت کا امتحان کر سکیں۔ نمونہ کی پڑیہ صرف اربا مع محصول ڈاک آنے پر مفت روانہ کی جاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۵ر ۔ جو صاحب بیکار ہوں یا کم تنخواہ ہو یا دوکاندار ہوں۔ صرف آدھ گھنٹہ لیکر اپنے گھر پر کام کر کے کم از کم ایک روپیہ یومیہ نہایت آسانی سے کما سکتے ہیں مفصل اسکیم مفت روانہ کی جاتی ہے۔

سی۔ پی۔ اسٹورز صدر بازار۔ ناگپور

رشتہ کی ضرورت

ایک مخلص احمدی بھائی کے لئے جو محکمہ نہر میں ۲۷/۔ روپے ماہوار تنخواہ پاتے ہیں۔ علاوہ ازیں زمینداری کی آمد بھی رکھتے ہیں۔ عمر ۲۵ سال سے کم ہے۔ والدین فوت شدہ ہیں۔ رشتہ کی ضرورت ہے۔ خط و کتابت مفصلہ ذیل پتہ پر فرمائیں۔

میاں محمد اشرف سب اسسٹنٹ سرجن قلعہ رام کور ڈاکخانہ فتح آباد ضلع گوجرانوالہ

الفضل اشتہار کا بہترین ذریعہ ہے (مینجر)

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۲ ستمبر۔ مسلمانوں کے ایک ہجوم نے الحمد للہ کے نعرے لگا رہے تھے امیر فیصل کا خیر مقدم کیا۔ اس نظارہ نے پڈنگٹن کے سٹیشن کی افسردگی کو کھلے ہوئے پھولوں کی مسرت و انبساط میں تبدیل کر دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ الف لیلہ کی داستانوں کا ایک نظارہ آنکھوں کے سامنے ہے۔ اس نظارہ کے درمیان امیر فیصل وجیہ و شکیل ہارون رشید کی طرح اپنے کمرہ کے دروازہ پر کھڑے تھے۔ اور سونے سے جگمگا رہے تھے مسلمانوں نے امیر فیصل کے گلے میں نرگس کے پھولوں کے ہار ڈالے۔ ان کے کپڑوں میں گلاب اور دیگر گلہائے رنگین لگائے۔ آناً فاناً آسمان سے کئی رنگ کی برف گرنی شروع ہوئی گلابی سنہری قرمزی سفید گالے گر رہے تھے۔ جن سے فرش پر ایک قالین سا بچھ گیا۔ امیر اس قالین پر چل کر اپنی موٹر تک پہنچے۔ امیر فیصل لنڈن کی پہلی مسجد کا افتتاح کریں گے۔ جو ساؤتھ فیلڈ میں واقع ہے۔ خیر مقدم میں انگریز مسلمان بھی موجود تھے۔ ان کے رئیس لارڈ ہیڈلے تھے ۔ (زمیندار ۲۸ ستمبر)

طہران ۲۱ ستمبر۔ مجلس میں حکومت کے پروگرام پر بحث ہوئی۔ ڈاکٹر مصدق نے جدید وزیر عدلیہ وثوق الدولہ کی مخالفت کی۔ اور ان پر الزام لگایا۔ کہ جب ۱۹۱۹ء میں انگریزوں اور ایرانیوں کا معاہدہ ہوا تھا۔ تو انہوں نے رشوت لے کر محکمۂ مالیات اور دفتر حربیہ میں انگریز مشیروں کو ملازمت دے دی تھی۔ وثوق الدولہ نے نہایت شدت سے ان الزامات کی مخالفت کی۔

پیکن ۲۲ ستمبر۔ برطانی سفیر نے چین کے وزیر خارجیہ کو دو فسن کی جنگ کے متعلق جو یادداشت بھیجی ہے۔ اس میں سب سے پہلے موجودہ اشتراعات میں برطانی حقوق کی حفاظت پر زور دیا ہے کہ برطانیہ اپنے جہازوں کی گرفتاری کو برداشت نہیں کر سکتا۔ آخیر میں مصالحانہ تصفیہ کی خواہش کا اظہار کیا گیا ہے۔

ایمسٹرڈم ۲۱ ستمبر۔ اخبارات راوی ہیں۔ کہ اسپین کی فوجوں میں سخت بدنظمی رونما ہو رہی ہے۔ یہ افواج سالانہ نمائشی جنگ میں مصروف تھیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس بدنظمی کا انتظام پہلے ہی سے کیا گیا تھا۔ سپاہی جب بارکوں میں پہنچے تو انہوں نے کھڑکیاں توڑ ڈالیں۔ اور کنٹین کو تباہ کر دیا۔ اور ایک افسر کو گولی سے مار دیا گیا۔ اور بھی نقصانات ہوئے۔ بارھویں رجمنٹ بارکوں میں نظر بند ہے۔

جنیوا ۲۱ ستمبر۔ جمعیت اقوام کے اجلاس میں مہاراجہ بردوان نے آج شرکت کی۔ "ڈو امٹر" کے نمائندے سے ملاقات کے دوران میں مہاراجہ صاحب نے بیان کیا۔ کہ ہندوستان کا اسی میں فائدہ ہے۔ کہ جمعیت کامیاب ہو۔ چنانچہ جمعیت نے یہ موقعہ دیا ہے۔ کہ ہندوستانی اس میں شریک ہوں۔

بیونس ایرس ۲۰ ستمبر۔ پیراگوئے میں ایک طوفانی آندھی آئی۔ جس سے وہ اب کھنڈر بن گیا ہے۔ تقریباً تمام مکانات گر گئے۔ اور سو سے زیادہ آدمی ہلاک ہوئے۔ نقصان کا اندازہ دس لاکھ ڈالر کیا جاتا ہے۔

پیرس ۲۱ ستمبر۔ ہاواس ایجنسی کا ایک پیام مظہر ہے کہ جنیوا کے ایک تار سے معلوم ہوا ہے۔ کہ باوجود حکومتہائے اٹلی، جاپان، اور سوئٹزرلینڈ کی مخالفت کے غیر مسلح کرنیوالے کمیشن نے فرانس کی اس تجویز کو قبول کر لیا۔ کہ جمعیت اقوام کے آئندہ اجلاس سے پہلے پہلے غیر مسلح کرانے کی کانفرنس کا اجلاس منعقد کیا جائے۔

لنڈن ۲۰ ستمبر۔ اخبار "ٹائمس" کے نامہ نگار مقیم برلن کا ایک پیام مظہر ہے۔ کہ حکومتہائے فرانس، اسپین اور جرمنی کے مابین یہ گفتگو ہو رہی ہے۔ کہ برلن اسٹٹگرٹ زیورچ مارسیلز کے ہوائی راستہ کو میڈرڈ اور بارسیلونہ تک بڑھا دیا جائے۔

رگبی ۲۰ ستمبر۔ کل انگلستان میں جس قدر گرمی تھی۔ اس موسم میں اب تک نہیں پڑی ہے۔ سایہ کا درجہ حرارت ۸۸ ڈگری تھا۔ ۱۸۹۰ء کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے۔ کہ اس زمانہ میں اس قدر گرمی پڑی ہے۔

رگبی ۲۱ ستمبر۔ مقامی اخبارات فلاریڈا کے طوفان کی تفصیلی حالات شائع کر رہے ہیں۔ اس وقت آٹھ سو جانوں کے نقصان کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ مالی نقصانات بھی کئی لاکھ پونڈ کے ہوئے ہیں۔ بعد کی اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ یہی طوفان مغربی ساحل پر بھی آیا اور خلیج میکسیکو کے شمال سے ہوتا ہوا گذرا۔

لنڈن ۲۲ ستمبر۔ لارڈ ریڈنگ نے وائیکونٹ ولنگڈن کی جگہ برٹش انڈیا یونین کی صدارت قبول کر لی ہے۔

بولشویک گورنمنٹ نے حکم دیدیا۔ کہ روس میں انجیل مقدس کی درآمد قطعاً منع ہے۔ یہ لوگ دہریہ پن کی تعلیم دے رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ جیسے بادشاہ اور امیر دنیا کے لئے باعث مصیبت ہیں۔ ویسے ہی خدا کا نام ہے۔ جس کی آڑ میں ہزاروں لاکھوں پادری اور فقیر دنیا کو لوٹ لوٹ کر کھا رہے ہیں۔

ہندوستان کی خبریں

دہلی ۲۲ ستمبر۔ جمعیۃ العلماء کے دو اجلاس اس رپورٹ کے سلسلہ میں اور فتویٰ عدم تعاون پر دوبارہ غور کرنے کے لئے منعقد ہو چکے ہیں۔ گرما گرم بحث کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ فتوے مذکور کو خارج کر دیا جائے۔ اور اگر مسلمانوں کے حقوق کو نقصان پہنچا ہو۔ تو عدم تعاون کو معطل کر دیا جائے۔ مثال کے طور پر اگر کونسلوں میں انٹی مسلم پارٹی چلی گئی۔ تو کونسلوں کو حرام نہ سمجھا جائے گا۔

ناگپور ۲۳ ستمبر۔ ایک مارواڑی مدعا علیہ نے ایک دیوانی مقدمہ کے کاغذات کا معائنہ کرتے ہوئے ایک ایسے کاغذ کو نگل لیا۔ جس پر مقدمہ کا دارومدار تھا۔ مارواڑی طبی معائنہ کے لئے بھیج دیا گیا۔

امرتسر ۲۴ ستمبر۔ آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس دہلی کا اعلان ہے۔ کہ وہ لکھنؤ کی مؤتمر حجاز سے بالکل علیحدہ رہیں۔

الہ آباد ۲۳ ستمبر۔ ۱۶ ستمبر کو موضع سرکاری منڈی ضلع مراد آباد میں پولیس اور ڈاکوؤں کے مابین لڑائی ہوئی ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ان کے نائب مجروح ہوئے۔ ۸ ڈاکو گرفتار کئے گئے۔ جن میں سے ایک زخموں سے جانبر نہ ہو سکا۔

کلکتہ ۲۳ ستمبر۔ کلکتہ کے سرکردہ باشندوں نے حسب ذیل اپیل شائع کی ہے۔ کہ "راکھی" کی تقریب کا احیا کیا جائے۔ اور پھر ایک مرتبہ بنگال میں قومی زندگی کا حقیقی نشان بن جائے "راکھی" بنگالیوں کے اتحاد کی اول نشانی کے طور پر استعمال کی جاتی تھی۔ اور اسے توڑنے کی کوشش لارڈ کرزن نے تقسیم بنگال کے ذریعہ سے کی تھی۔ اس مسئلہ پر غور و خوض کرنے کے لئے انڈین ایسوسی ایشن ہال میں ایک کانفرنس منعقد کی جائے گی۔

مدراس ۲۳ ستمبر۔ پنڈت مدن موہن مالویہ ۲۲ ستمبر کو میرٹھ پہنچے۔ نصف درجن سپاسنامے پیش کئے گئے۔ ایک عظیم الشان اجتماع کے روبرو ہندی میں تقریر کی۔ کہ کامیابی کے نصب العین کی طرف مالویہ لے جا رہا ہے یا کہ پنڈت موتی لال نہرو اور اسی سوال کے تصفیہ کے لحاظ سے ان کو ووٹ بھی دینے چاہئیں۔

۲۰ ستمبر جلسہ عام انجمن تبلیغ الاسلام لکھیم پور منعقد ہوا۔ منظور کردہ قراردادوں میں سے ایک قرارداد یہ ہے۔ چونکہ مسلمان عورتوں اور بچوں کو ہندوستان کے طول و عرض میں ہر جگہ اغوا کرنے کے واقعات پیش آ چکے ہیں۔ اور سینکڑوں عورتیں اور بچے اس وقت تک اغوا ہو چکے ہیں۔ جن کا باوجود تلاش و جستجو اب تک کچھ پتہ نہیں چلا۔ اور اس امر کے یقین کرنے کے لئے کافی (م)

(م) وجوہ موجود ہیں۔ کہ اس قسم کی حرکتیں خاص تنظیم کے ساتھ اور کسی خفیہ نظام کے ماتحت کی جاتی ہیں۔ لہذا اسلامان لکھیم پور کے اس جلسہ کی رائے میں ضروری ہے۔ کہ حکومت ہند ایک ایسا قانون نافذ کرے جسکے رو سے یتیم خانوں اور بدھوا آشرم کے منتظمین مجبور ہوں۔ کہ جو عورت یا بچہ پہلی مرتبہ یتیم خانہ یا آشرم میں داخل ہو اس کے نام اور اس کی ولدیت و سکونت اور حلیہ سے متعلق حلقہ کے پولیس اسٹیشن کو اطلاع دے دیا کریں۔

(منشی عبد الرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)